رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اُمّ القریٰ

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی	دو امینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (لاگی) (۱) عوام سے ﷼ (۲) خواص و معاونین سے ؏ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۱۲؍ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲؍ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والوں سے ۱۲؍

نمبر ۱۶ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ ۔ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ۔ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

مراۃ الجہاد اور سرحد افغانستان

ناظرین الحکم! آپکو معلوم ہو چکا ہے کہ وزارت حسین صاحب احمدی نے ابھی ابھی ایک کتاب موسومہ بہ مراۃ الجہاد شایع کی ہے۔ تم میں سے جن لوگوں نے اس کتاب کو مطالعہ کیا ہوگا وہ تو دیکھ چکے ہونگے کہ مصنف نے کسقدر عرق ریزی کی ہے۔ اور کس کسطرح مسئلہ جہاد کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پالٹیکل تعلقات کو یہ کتاب کیسی خوبی اور سادگی کے طریقہ سے ظاہر کرتی ہے کہ کسی اور طریقہ سے ممکن نہیں۔ مگر اسوقت ہم تجزیہ اور لکھنا نہیں چاہتے۔ بالہ پبلک پر صرف یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مصنف سلمہ الرحمٰن نے اپنی تصنیف کے اصل مقصد کے مطابق سرحدی جرگوں کے دلوں سے مسئلہ جہاد کی غلط فہمیوں اور خونخواری کے مٹانے کیلئے کابلی سوداگروں میں اس کتاب کو تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے۔ جسکا اثر گورنمنٹ برطانیہ اور مسلمانوں کیلئے بہت اچھا ہوگا۔ اور چونکہ یہ کتاب مخالفین اسلام کے مقابل میں لکھی گئی ہے اسلیئے اسکا ایک خاص اثر ہوگا۔ مگر میری التجا یہ ہے کہ قوم و ملک اور گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہوں کو چاہیے کہ اس کام میں مصنف موصوف کا ہاتھ بٹائیں اور ضرور بٹائیں! ۳۳۶ صفحہ کی کتاب اور قیمت صرف ؏ ہے دفتر الحکم اور مصنف کے پاس موضع ادرین ڈاکخانہ کجرہ۔ ضلع کمونگیر بنگال سے ملسکتی ہے۔

الملتجی ایک خیر خواہ۔

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے محرران پیشی۔ امین ضلعدار پٹواریان مال و نہر نائب تحصیلدار۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تحصیلدار۔ افسران مال۔ ڈپٹی کلکٹر نہر مہتمم بندوبست غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجراء سے لیکر آجتک محکمہ مال اور نہر کا سچا خدمتگذار ثابت ہوا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایکدفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے۔ کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحوں کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے۔ جسمیں محکمہ مال اور نہر کی خبریں افسران اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل۔ تنزلی و ترقی۔ موقوفی و بحالی۔ اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کریں۔ اور اس امر کی کوشش کیجائے۔ کہ پٹواریوں کی شبانہ روز محنت شاقہ اور تنخواہ کی تکلیف کمی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کر کے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے۔ اخبار کی سالانہ قیمت تین روپیہ ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو عیم کے ناول مفت ملتے ہیں۔ پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ قیمت بڑھا دیجاتی۔ یا کم از کم مقررہ قیمت میں بھی کمی نہ کیجاتی۔ مگر محض غریب پٹواریوں کے خاطر اخبار کی قیمت میں ۸؍ کی اور رعایت کر دیجاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدیں گے۔ تو ۲؍ لئے جاوینگے۔ اور ناول بھی مفت نذر ہونگے امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فائدہ اٹھاکر باعث ترقی کا ہوگا۔ جو درحقیقت ان کی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر

منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ نولکھا لاہور

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت۔ بزرگان ملت سب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور علی قدر مراتب خدمت دین اور فرض تبلیغ میں مصروف ہیں۔

۲۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے امتحان انٹرنس میں ۳ طالب علم شملہ آٹھ کے پاس ہوگئے۔ امسال جبکہ ۳۲۰۰ طالب علموں میں ۳۰۰ طالب علموں کا کامیاب ہونا بتایا جاتا ہے یہ نتیجہ خاطر خواہ ہے۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات و کشوف درج ذیل ہیں

۳۔ اپریل کو جو درج ہونے سے رہگیا تھا۔ رویا ہوا کہ میں رات کو اٹھا ہوں عطلے بشیر احمد شریف احمد ملے۔ پھر میں آگے جاتا ہوں کہ پہرے والوں کو دیکھوں تو میں کہتا ہوں۔ یا کوئی کہتا ہے۔ کہ اس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔

رویا۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے۔

۳ مئی ۱۹۰۵ء ۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ فرمایا اس سے اشارہ ان اشتہارات کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ جو حال میں شایع ہو رہے ہیں۔

رویا صبح کے وقت لکھا ہوا دکھایا گیا۔ "آہ نادر شاہ کہاں گیا"

۹ مئی ۱۹۰۵ء الہام (۱) یَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلْ اِیْ

اصلاح ص ۱۹ مراۃ الجہاد کی قیمت مصنف نے ؏ لکھی ہے غلطی سے ۱۲؍ ہوگئی ہے۔ ایڈیٹر۔ **تردید** شیخ عبد الرحمٰن صاحب نومسلم مصنف معیار الاسلام اطلاع دیتے ہیں کہ آریہ اخباروں نے جس عبد الرحمٰن (دیوان چند) کا ذکر کیا ہے وہ کوئی اور شخص ہوگا۔ یہ غلطی ہے جو لوگ

تفصیلی حالات زلزلہ پر اخبار کیا کہتی ہیں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دیہات اور چھوٹی چھوٹی کھیڑیوں میں مکانوں اور جھونپڑوں کی از سر نو تعمیر و مرمت بھی ہونے لگی ہے مگر دہرم سالہ اور قصبہ کانگڑہ - پالم پور اور جوالا مکھی میں جہاں بالکل تباہی آگئی ہے ابھی ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ لیکن لوگوں میں یک گونہ اطمینان اور دلجمعی بیشتر ہوتا سب جگہ پیدا ہو گئی ہے سا اور ۱۱ اپریل کو زلزلہ کی خفیف خفیف حرکت بھی جو بعد ازاں کئی روز تک محسوس ہوتی رہی بند ہو گئی تھی گویا اب قدرتی خطرہ بھی ہٹ گیا ہے اور اس کے ساتھ بدمعاشوں کی لوٹ کھسوٹ کا بھی خاتمہ ہو گیا جو غیر علاقہ سے یا وہاں کے ہی ادہر ادہر سے نکلکر لوگوں کے مال اسباب پر جو بیچارے آفت ناگہانی کے مارے ہوئے تھے دست درازی کر جاتے تھے۔ اسبارہ میں فوج کی موجودگی اور پولیس کی کمک نے بڑا عمدہ اثر ڈالا ہے۔ اول الذکر کی جمعیت سب سے پہلے وہاں پہنچی ۲۹ وین پنجابی پلٹن کی نصف کمپنی تھی جو جالندھر سے بذریعہ ریل پٹھانکوٹ آئی۔ اور وہاں سے ۳۰ میل پیدل چلکر دو روز میں شاہپور پہونچی۔ اور ۳۴ وین پایونیرز کی پیلی ڈبل کمپنی ۱۰ اپریل کو روانہ کانگڑہ ہوئی ہے۔ ایک اور دستہ ۱۲ کو پہونچنے والا تھا۔ یہ سب منکر پالم پور کی کارٹ روڈ کو جو کانگڑہ کی سڑک ہے کی مرمت کرینگے۔ آج ۱۱ - کو ایک کمپنی سفر مینا کی سیدک دریائے بیاس کے پل کی طرف بھیجی گئی ہے۔ جہاں پالمپور اور شاہپور کے درمیان پل ٹوٹ گیا ہے۔ اسکی مرمت بڑا ضروری کام ہے کیونکہ دریائے مذکور بہت گہرا ہے اور آجکل بڑی تیزی سے بہ رہا ہے۔

دہرم سالہ میں گورکھا پلٹن نے بازاروں اور کھنڈرات سے لاشیں نکالنے کا کام بڑی مستعدی اور عمدگی سے انجام دیا ہے۔ پانچ میڈیکل افسر اور تین نرسیں وہاں مجروح یوروپینوں اور گورکھوں کی نگرانی و تیمارداری پر مامور ہیں۔ اور ایک مستعد سول میڈیکل سٹاف بازار کے لوگوں کی خدمت میں مصروف ہے۔ ڈاکٹروں کی بہم رسانی کا سب سے بڑا ڈپو کوتوالی بازار میں قائم کیا گیا ہے جہاں سے بقدر ضرورت ہر طرف کو مدد پہنچ رہی ہے۔ وہاں میڈیکل افسر اور ہاسپٹل اسسٹنٹ مختلف سنٹروں میں کام کر رہے ہیں۔

پولیس کے متعلق خبر ہے کہ ہر تھانہ میں کچھ زائد جوان بہ حکم دکر بھیجے گئے ہیں کہ تمام دیہات کا دورہ کرتے رہیں۔ موتوں کی رپورٹ کر دیا کریں۔ اور جہاں کہیں زخمی لوگوں کو امداد کی ضرورت ہو اسکے متعلق فوراً اطلاع بھیجیں لیکن افسوس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجروحین میں اکثر وبیشتر ایسے ہیں جنکا جانبر ہونا محال ہے۔ بچنے والے وہی ہیں جنکے صرف خفیف خراشیں آئی ہیں۔ یا جن کے چوٹ بالکل لگی ہی نہیں۔ کثرت اموات کا بڑا سبب یہ ہے کہ زلزلہ اکثر جگہ بالکل اچانک آیا اور لوگ کسطرح اپنی جان بچا نہ سکے۔

مرنیوالوں کی ٹھیک تعداد کے مکمل رپورٹوں کی بنا پر ابھی تخمینے ہی تیار ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ باور کرنے کی قوی وجوہ ہیں کہ تحصیل کانگڑہ اور پالم پور کی نسبت جو اعداد اوپر بیان ہوئے وہ قریباً صحیح ہوں گے۔ اگرچہ کانگڑہ کی ایک رپورٹ میں وہاں کا نقصان جان صرف ۳ سو ہی بیان کیا گیا ہے اور ایک اور خبر میں ہزار اور ڈیڑھ ہزار کے درمیان۔ ٹھیک ٹھیک اور تفصیلی حالات دریافت کرنے کی حتی الامکان بہتیری کوشش کیجا رہی ہے اور ابھی ان کے معلوم ہونے میں چند روز اور لگیں گے یہ تو یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ دہرم سالہ بازار میں بجملہ دو ہزار کے ساڑھے ۳ سو آدمی مرا ہے۔ اور خدا کی شان کہ جہاں آس پاس کے بہت سے گاؤں بالکل ہی بچ رہے وہیں چند میل کے اندر اندر بعضے بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ لاٹ صاحب بہادر قصبہ کانگڑہ دہرم سالہ اور غالباً پالم پور کو بھی ملاحظہ فرمانے تشریف لے جائیں گے۔ کرنیل ممبر گشتہ حفظان صحت ۱۲ اپریل کو شاہپور سے روانہ دہرم سالہ ہونیوالے تھے۔ باوجودیکہ لاہور میں اس تباہی کی خبر ۵ کی صبح کو پہونچی یہ معلوم ہوتا ہے کہ فوجی حکام نے وہاں اب تک حیرتناک کارگذاری اور مستعدی دکھلائی ہے۔

شملہ سے ۱۱ اپریل (۱۱ بجے صبح پر ۲۰ منٹ گذرے) کہا جاتا ہے کہ یہاں دس بجے پر ۴۰ منٹ گذرے پر ایک زور کا جھٹکا محسوس ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکی حرکت برابر بڑھتی ہی جاتی ہے۔

لاہور - ۱۱ اپریل پالمپور کی ایک چٹھی سے جو کلو کی کرنیل رنیک نے بھیجی معلوم ہوتا ہے کہ وادی میں اس زلزلہ سے کسی یوروپین کو گزند نہیں پہونچا۔ مگر تھانہ تحصیل ڈاک بنگلہ اور ڈنبار برج میں البتہ بڑا نقصان ہوا ہے۔ کئی انگریزوں اور ان کے اہل عیال کے صحیح سلامت ہونیکی خبر ہے جو وہاں سے بچ کر نکل گئے تھے۔ بعضوں کے خفیف چوٹیں آئیں مگر اب وہ رو بصحت ہیں پالم پور میں ۳ سو دیسی تو بالکل ہی ہلاک ہو گئے۔ اسیطرح دو سو تقریباً سلطانپور میں منڈی اور سکیت میں بھی بڑا نقصان ہوا بتاتے ہیں۔ سفارش کیگئی ہے کہ شملہ سے وہاں دواؤں وغیرہ کا ذخیرہ جانا چاہیئے۔

صاحب کمشنر جالندھر دہرم سالہ سے ۱۰ کو رپورٹ کرتے ہیں کہ دہرم سالہ میں محکمہ سول کے دیسی کل ۴۴۴ مرے - یعنے ۴۰۸ تو بازار کے لوگ اور یوروپینوں کے ملازم اور ۳۶ آدمی جیل اور پولیس کے۔ یہ سب نکالکر جلا دیئے گئے یا دفن کر دیئے گئے ہیں۔ صاحب بہادر لکھتے ہیں کو میرے اندازہ سے پالمپور تحصیل میں ۳ ہزار آدمی تلف ہوا ہے۔ کانگڑہ کی تحصیل میں ۱۰ ہزار۔ ایک اور اطلاع آئی ہے کہ دہرم سالہ (کے سول و ملٹری سٹیشنوں) پالمپور کانگڑہ اور جوالا مکھی میں بڑی بڑی جگہوں پر میڈیکل امداد کے سنٹر قایم کر دیئے گئے ہیں۔ دیہات کیلئے بھی ڈاکٹروں اور ذخیرہ ادویات وغیرہ کا انتظام ہو رہا ہے اور مدد برابر پہونچ رہی ہے۔ راجہ صاحبان نادون۔ گولار۔ اور لمبا گراؤں کی تحقیقات ہو رہی ہے کہ آیا کچھ مزید امداد کی ضرورت ہے۔ اور مقامی نیٹو لوگوں سے صاحب کمشنر جالندھر بذات خود پوچھ گچھ اور خبر گیری کر رہے ہیں۔ پولیس کو حکم ہوا کہ دیہات میں جاکر دیکھے کہ آیا جہاں جہاں ڈاکٹری امداد کی ضرورت تھی وہ پوری کیگئی ہے یا نہیں۔ چونکہ پٹھانکوٹ تک آمد و رفت بڑی آسان ہے اسواسطے بہت سے زخمی پنجاب کی طرف بھی اتر آئے ہیں۔ اگر منڈی سکیت کلو میں ضرورت ہوئی تو شملہ سے ڈاکٹر وغیرہ ادہر بھی بھیج دیئے جائیں گے۔

۱۰ اپریل کو صاحب کمشنر جالندھر نے دہرم سالہ سے تار دیا کہ پالمپور تحصیل میں صرف ۴ یورپین ہلاک ہوئے ہیں اور باقی چند کے صرف خفیف چوٹیں لگی ہیں۔ راجہ صاحب منڈی کو کچھ گزند نہیں پہونچا۔ تحصیل پالم پور کے اکثر انگریز اسوقت پالم پور خاص ہی میں خیمہ زن ہیں۔ وہاں ڈیرے خیمے اور ضروری میڈیکل سامان پہونچ گیا ہے اور ابھی اور پہونچنے والا ہے۔ کلو کے یوروپینوں کی بابت کوئی اطلاع نہیں ملی۔ مگر مسٹر ملر لکھتے ہیں کہ کلو منڈی اور سکیت میں نقصان جان بہت کم ہوا ہے۔ پالم پور کا سلسلہ تار ۱۰ کو پھر جاری ہو گیا ہو گا۔ مسٹر ملر آئی۔ سی۔ ایس۔ اپنی ایک چٹھی میں بیان کرتے ہیں کہ میں راجہ صاحب منڈی کے ساتھ ۳ اپریل کو دہرم سالہ سے چلا تھا شب درمیان ۳ و ۴ پالم پور میں گزاری ۴ کی صبح کے ۶ بجے یکایک اینٹیں اور چونہ وغیرہ میرے سینہ اور سر پر گرنے لگا۔ جس سے میں بیدار ہو گیا۔ میں اپنے بستر تلے چھپ گیا پھر مکان کی چھت مجھپر آ پڑی جس سے پلنگ ٹوٹ گیا اور میں دب گیا۔ نوکر نے جب میری چیخ پکار سنی تو وہ دوڑا آیا اور اس نے مجھے بعد دشواری نکالا۔ پھر لوگوں نے جاکر راجہ صاحب کو کمرہ سے نکالا۔ ان کے سر میں خفیف سی خراشیں آئیں۔ کوئی منٹ بعد وہ مکان بالکل ہی مسمار ہو گیا۔

لاہور کے غربی ڈویژن میں سے دہرم سالہ کی سڑک کو درست کرنے کیلئے ان فوجوں کو حکم ملا تھا جو میاں میر سے پٹھانکوٹ تک بذریعہ ریل گئی ہونگی اور وہاں سے دہرم سالہ تک پیدل کوچ کر سکے۔ ایک ڈبل کمپنی ۳۴ وین پایونیرز کی جو ۷ اپریل کو میاں میر سے چلیگی۔ ایک اور کمپنی اسی پلٹن کی جو ۹ کو روانہ ہوئی ۳۰ - آدمی نوبی سیپرزن کے جو ۸ کو گئے۔ اور ایک ڈبل کمپنی ۳۲ وین پایونیرز کی انبالہ سے بذریعہ ریل جالندھر روانہ کیگئی وہاں سے پیدل کوچ کرتی ہوئی ہوشیارپور کے رستہ کانگڑہ پہونچی ہوگی۔ ہوشیارپور کے لوگوں نے بھی کچھ کچھ سامان رسد سے لادکر دہرم سالہ و کانگڑہ کو بھیجے ہیں۔ لاہور کے آریوں نے بھی ایسا ہی کیا جسکا ذکر پہلے ذکر آچکا ہے۔ ان کے ۶ - ایجنٹ کانگڑہ پہونچ گئے ہیں۔

مختلف نوٹ

اگرچہ دنیا کی مختلف آسمانی کتابوں پر بڑی محنت صرف کیگئی ہے کشتوڑا جو اندازے کو قریب بدھ کی یادگار ہے اسمیں سات سو مندر ہیں ہر مندر میں سنگ مرمر کی ایک سل ہے جسپر بودہ مذہب کی کل کتاب مقدس کندہ ہے اس کتاب میں ملین سے زیادہ مقطع الفاظ ہیں یہ سنا اور ایک مربع میں ہیں اور بیچ میں بڑا مندر ہے۔

*

ہر ایک روز مبارک ہے۔ ہفتہ کے تمام دنوں کو کسی نہ کسی قوم نے متبرک مانا ہے شلاً یونانی پیر کی تعظیم کرتے ہیں ایرانی منگل کو متبرک سمجھتے ہیں اسیریا کے باشندے بدھ پر فدا ہیں مصری جمعرات کی قدر کرتے ہیں مسلمان جمعہ متبرک سمجھتے ہیں اور غریب یہودی سنیچر کو یوم السبت قرار دیتے ہیں۔ عیسائی اتوار کو

*

صرف ہندوستان ہی میں عیسائیوں کو بیجا رعایتیں نہیں دیجاتی ہیں اخبار پریس ہانگ کانگ رقمطراز ہے کہ ہانگ کانگ میں بہت سے چینی محض اس خیال سے عیسائی ہوتے جاتے ہیں کہ صوبہ کے مجسٹریٹوں کی اجلاس میں جب عیسائی اور غیر عیسائی فریقوں کا مقدمہ ہوتا ہے تو فیصلہ ہمیشہ عیسائیوں کے موافق دیا جاتا ہے۔

*

طاعون اور زلزلہ میں ایک عجیب فرق اور ایک عجیب مشابہت ہے۔ مشابہت تو یہ ہے کہ دونو انسانی زندگی کے دشمن ہیں طاعون اور زلزلہ دونوں نے امسال ہزاروں کو بار زندگی سے نجات دی بس یہ تو مشابہت ہے فرق یہ ہے کہ طاعون ان کو شکار کرتی ہے جو نچلی منزل میں رہتے ہیں اور زلزلہ ان لوگوں پر حملہ آور ہوتا ہے جو بالائی منزل

اسلامی تمدن و ہسپانیہ

جس مضمون پر مجھے لکھ دینے کو کہا گیا ہے وہ میرے لئے مدت مدید سے خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ مین اپنی تالیفات بالخصوص تاریخ عرب مین اس بحث پر مفصل لکھہ چکا ہون۔ اسلئے مجبوراً بہت سی پرانی باتون کا اس تکڑے مین اعادہ ہوگا۔ تاہم مین کوشش کرونگا کہ یہ اعادہ بھی دلآویزی سے خالی نہ رہے۔ واقعات ہمیشہ وہی رہتے ہین ہم صرف انکے بیان کرنے کے طرز و انداز کو بدل سکتے ہین۔

یہ اب عام طور پر تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ یورپ کے موجودہ تمدن مین جو بہترین باتین ہین وہ درحقیقت بالواسطہ یا بلاواسطہ عربی اثرات کا ہی نتیجہ ہین مگر یہ عجیب معمہ ہے کہ اس اعتراف کے باوصف مسلمانون نے ہسپانیہ مین تہذیب و تمدن کی جو کچھہ خدمت کی ہسکی طرف سے ابھی تک یورپ مین بہت سی غلط فہمیان پائی جاتی ہین۔ یہ انتقاد حیرت انگیز نہین پرانے تعصبات جلد دور نہین ہوتے۔ اور صدیون کی مذہبی دیرینہ عداوت و مخالفت بآسانی کمزور نہین ہوتی عام مغالطون مین سے ایک یہ ہے کہ ہسپانیہ کی فتح مسلمانون کی اس عام خواہش کا نتیجہ تھی کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا جائے۔ معترض یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہین کرتے کہ طاقتور اقوام کی پیشقدمی کے محرک مختلف خیالات و اسباب ہوتے رہے ہین۔ زمانہ حال ہی کیطرف دیکھو فی الواقعہ شائستہ قومین تو درکنار روسیون تک کو یہی دعویٰ ہے کہ وہ پس افتادہ قومون اور نسلون کو مہذب و شائستہ بنانے کیلئے انکے مقبوضات کو بڑھا رہے ہین۔ کانگو مین جو ابلیسانہ ظلم و ستم ہو رہے ہین وہ دنیا سے پوشیدہ نہین لیکن بااینہمہ تمام یورپین قومون کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ محض اس انسانی فرض کو ادا کرنے کیلئے افریقہ مین تسلط بڑھا رہے ہین کہ جہالت کو دور کیا جائے۔ اس ایک مثال سے حضرت انسان کے وضع کردہ علم اخلاق کی حقیقت واضح ہو رہی ہے۔ مسلمان بھی ایک مقصد مدنظر رکھتے تھے۔ جو یہ تھا کہ خالص ترین مذہب کو دنیا مین رائج کرین۔ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ قدرت نے انپر یہ فرض عاید کر دیا ہے کہ وہ دنیا کو بت پرستی کی خرابیون سے پاک صاف کرین پس اصولاً عربون کے تسلط کی وسعت اور ہمارے زمانہ کی یورپین و امریکن طاقتون کی وسعت مقبوضات و دایرہ اثر مین کوئی بڑا فرق نہین۔ فرق ہے تو یہ کہ مسلمانون کے عمل بھی انکے زبانی دعوے کے مطابق ہوتے تھے۔ پولیٹکل اسباب پر غور کیا جائے تو ظاہر ہو جائیگا کہ کسطرح یہی اسباب مسلمانون کے بتدریج ہسپانیہ تک پہونچ جانے کے محرک ہوئے۔ جن اسباب نے انگریزونکو بنگال سے پنجاب کی شمال مغربی سرحد تک پہنچا دیا ہے۔

فتح شام کے بعد مسلمان اسلئے مصر پر بڑہے کہ وہان کے حکمرانون نے شام مین مسلمانو پر یورشین شروع کر رکھی تہین مصر لیلیا تو رومیون نے طرابلس الغرب کیطرف سے مسلمانون کو ستانا شروع کر دیا۔ جسپر مسلمانون کو مجبوراً تمام شمالی افریقہ پر ہی قبضہ کر لینا پڑا۔ اسلامی قبضہ سے اس سرزمین کا بخت خفتہ بیدار ہوگیا۔ جو علاقہ اسوقت تک گوتہہ۔ وندال اور رومی اقوام کے باہمی جدال و قتال کا رزمگاہ بن رہا تھا۔ اب ایک پرامن خطہ ہوگیا۔

ہسپانیہ کی حالت اندنون ناگفتہ بہ تھی حکومت نے ہر دستکاری پرشے بھاری ٹیکس اور محصول باندھ رکھے تھے کہ بتدریج ہر طرح کی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ پیشہ ور حکومت کی زیادہ ستانی سے تنگ آکر اپنے اپنے کاروبار کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ نہ صنعت رہگئی تھی نہ تجارت۔ زمین بھی تقریباً بنجر ہوگئی تھی۔ اراضی بڑے بڑے املاک مین منقسم تھی۔ جنکے دنیادار اور پادری مالک عالیشان محلون مین دن رات رنگ رلیون اور بحث مکروہ عیش و عشرت مین غرق رہتے تھے۔ کاشتکاری کا کام یا تو خستہ حال ملکی دہقان ادا کرتے تھے۔ یا مالکون کے زرخرید غلام جن سے کارندے چابکون کے خوف سے کام لیتے تھے۔ جیسے کہ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا شمالی امریکہ مین یورپین ہاؤکا حبشی غلامون سے کام لیا کرتے تھے۔ دہقان یا غلام کسی چیز کی ملکیت کا وہم و گمان مین بھی دعویٰ نہین کر سکتے تھے حتیٰ کہ وہ اپنے مالکون کی بلا اجازت شادی بھی نہین کر سکتے تھے۔ اور اگر کبھی ایسی صورت پیش آئی کہ خاوند ایک مالک کے علاقہ مین رہتا ہو اور بیوی دوسرے مالک کے علاقہ کی باشندہ ہو۔ تو ان کے نکاح سے جو اولاد ہوتی ادسی دونون علاقون کے مالک بحصہ مساوی تقسیم کر لیتے۔

عیسائیون کی یہ حالت تھی تو یہودی رعایا سے کیسے نیک سلوک ہو سکتا تہا۔ یہ قوم بتعداد کثیر ہسپانیہ مین جا آباد ہوئی تھی۔ اس زمانہ مین بادشاہ۔ پادری اور امرا سب ہر وقت انکا خون چوسنے کی فکر مین رہتے تھے حتیٰ کہ ایک موقعہ پر تنگ آکر انہون نے بغاوت کر دی مگر ناکام رہے۔ لاکھون تہ تیغ ہوئے اور جو بچ رہے دوامی غلامی کا طوق ان کے گلے مین پڑگیا۔ اسکے مقابل آبنائے سے پار اسلامی مقبوضات مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ عدل و انصاف کا دور دورہ تہا اور وہ غریبون کا ملجا و مامن بن رہے تھے۔ چنانچہ ہزارہا ہسپانوی بالاتمیز عیسائی و یہودی کے اپنے بادشاہون اور پادریون کی دست بیداد سے لاچار ہو کر پناہ لینے کو اسلامی علاقہ مین چلے آرہے تھے اندنون راڈرک ہسپانیہ کا بادشاہ تھا جو وٹیزا کو قتل کر کے تخت پر قابض ہوگیا تھا اس نے جولین گورنر سبطہ کی لڑکی فلورنڈا کی بیحرمتی کی جس سے مشتعل ہو کر مظلوم باپ نے دیگر ہسپانوی پناہ گزینون سمیت عرب وایسرائے سے بالحاح و منت درخواست کی کہ خدا کیلئے ہسپانیہ کو ان ظالمون کے پنجہ سے رہائی دلوائی جائے۔ انکی فریاد کو منظور کر کے وایسرائے نے باجازت خلیفہ طارق ابن زیاد کے ماتحت ایک لشکر ہسپانیہ مین بھیجدیا اور اوسنے دو برس کے قلیل عرصہ مین کل جزیرہ نما کو فتح کر لیا۔ طارق کی فوج ۱۲ ہزار سے زیادہ نہ تہی۔ وہ سب سے اول اس موقعہ پر اترا جو اب تک اسکے نام سے جبرالٹر یعنے جبل طارق کہلاتا ہے۔ ہسپانیہ کی حکمران مسیحی قوم گوتہہ کے ایک لشکر نے وہان اسکا مقابلہ کیا۔ مگر تہ تیغ کر دیا گیا اور طارق روڈرک کے پایہ تخت ٹولیڈو پر سیلاب کیطرح بڑھا چلا گیا۔ ہسپانوی بادشاہ ایک لاکھہ فوج لیکر مقابلہ کو آیا۔ اور مدینہ سدونیا کے موجودہ شہر کے شمال مین دریا گواڈی لیٹ کے کنارے دونون کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ باوجود قلت تعداد اسلامی لشکر نے ۱۹ جولائی ۷۱۱ء کو ہسپانوی لشکر کو لوکدم بھگا دیا اور روڈرک دریا کو عبور کرتے وقت اسمین غرق ہوگیا۔ اس فتح کا اخلاقی نتیجہ جنگی مدرجہا اہم نکلا۔ ہسپانیونکو پھر کبھی میدان مین عربون سے لڑائی کرنیکی کبہی جرأت نہوئی۔

حکومت کا طرز و انداز قوم کی حالت کا آئینہ ہے۔ اگر حکومت وسیع خیال۔ عادل اور بے تعصب ہو تو سمجھہ لو کہ جس قوم پر وہ حکمران ہے وہ خاصی ترقی یافتہ ہے۔ یہ معیار بتا رہا ہے کہ ہسپانیہ کے مسلمان تہذیب و شائستگی مین زمانہ حال کی کسی شائستہ قوم سے کم نہ تھے۔ اسلامی فتوحات نے سرزمین ہسپانیہ مین اعلیٰ طبقون کے ظالمانہ حقوق و اختیارات کو یک قلم کالعدم کر دیا۔ اور تمام سنگین محاصل جنکی وجہ سے صنعت و حرفت معدوم اور آبادی کا درمیانی طبقہ قلاش ہوگیا تہا موقوف ہوگئے خود ایک مستند عیسائی کا قول ہے کہ مسیحی حکومت کی زمانہ کے تکلیف دہ اصول و قاعدہ محاصل کی جگہہ مسلمانون نے تشخیص محاصل کا ایک برجستہ معقول اور عادلانہ طریقہ قایم کیا تشخصی محاصل کی بجائے انہون نے زیر کاشت اراضی پر محصول باندھا جو مسلمان اور غیر مسلمان سب کے لئے یکسان تہا معاملہ اراضی کے علاوہ مسلمانون کیلئے زکواۃ کا ٹیکس تہا اور غیر مسلمون کیلئے جزیہ۔ جزیہ بہت ہلکا اور مثل موجودہ انکم ٹیکس کے ہر شخص کی استطاعت کے حسب حال تہا اور سال مین بارہ ماہوار اقساط سے وصول کیا جاتا تھا۔ راہب عورتین اور بچے اس سے مستثنیٰ تھے۔ نیز اپاہج اندہے مریض مفلس اور غلام۔ معاملہ زمین کی حیثیت کے مطابق لگایا جاتا تہا بنابرین زرعی روزگار پر اس کا کبھی برا اثر نہ پڑتا تہا مظلوم و مبغوض یہودیونکو کامل مذہبی آزادی دیگئی۔ اور عیسائیون کو اس کے علاوہ یہ مزید رعایت ملی کہ ان کے باہمی تنازعات انہی کی رسم و رواج اور قدیم قوانین کے مطابق انہی کے ہم مذہب جج فیصلہ کرتے رہے۔ سب سے بڑھکر فایدہ اسلامی فتح سے ادنیٰ طبقہ کی آبادی کو پہونچا جو غلامی کی ذلت سے سادات کے درجہ پر کر دیئے گئے۔

اسلامی پیشقدمی پر اکثر عیسائی باشندے شہر و دیہات چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ مگر جب ان کو اس تبدیلیانہ برتاؤ کی خبر پہونچی تو سب بلاتامل واپس آگئے۔ بلکہ پادری اور راہب بھی بقول مورخ ڈوزی واپس آکر بطوع و رغبت مسلمانون کے تابع ہوگئے۔ ایک اور زندہ مسیحی مورخ لکھتا ہے مسلمانون نے جس خوش اسلوبی سے قرطبہ کی حیرت انگیز حکومت کو قایم اور وضع کیا۔ زمانہ وسطیٰ کیلئے وہ عجوبہ سے کم نہ تھی۔ جبکہ تمام یورپ وحشیانہ جہالت اور جدال و قتال مین غرق تہا صرف وہی ایک حکومت تھی جس نے علم و فضل اور تہذیب و تمدن کی مشعل کو مغربی یورپ مین خوب روشن کر رکھا تہا آجکل کے یورپین یہ نہ سمجھین کہ مسلمانون سے پیشتر گوتہہ اور ونڈال کی وحشی قومون کے ٹڈی دل جسطرح جس ملک مین پہونچتے وسے تباہ و ویران کر دیتے تھے اسیطرح عربون نے بھی کیا ہوگا ہرگز نہین۔ بلکہ اس کے برعکس جیسے انصاف۔ اور جس عقلمندی اور نرمی سے عربون نے ہسپانیہ پر حکومت کی۔ ویسے نہ پہلے کبھی نصیب ہوئی اور نہ بعد مین۔ چنانچہ یہ ابتک معمہ ہے کہ ان عربون نے حکمرانی اور نظم و نسق کا یہ ملکہ سیکھا کہان سے کیونکہ وہ صحاری عرب سے نکلکر گویا چشم زدن مین اندلسیہ آپہونچے تھے مسلسل فتوحات کے سریع سلسلے کے دوران مین غیر قومون پر حکومت کرنے اور انکو قابو مین کر لینے کا ڈہب سیکھنے کیلئے کچھہ بھی مہلت ان کو نہ ملی تھی۔"

ہسپانیہ مین جو عرب جاکر آباد ہوئے وہ زیادہ تر ایسے ممالک مثلاً مصر و شام و ایران سے آئے۔ جو زرخیز تھے۔ مارسا نہ ہی یہودیون کیطرح جو عربون کے بعد جلد وہان پہونچ گئے تھے۔ عرب تجارت سے بھی خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ ان کے اس طبعی میلان کو پیغمبر کی تعلیم سے بھی بہت تقویت پہونچ گئی تھی۔ کیونکہ اپنے کسب و محنت کو مذہبی فرض قرار دیدیا تہا۔ بنابرین عربون نے ہسپانیہ کے طبعی وسائل پیداوار کو نشو و نما دلانیکا کام بے نظیر ہمت و مستعدی سے شروع کر دیا۔ اور تھوڑی مدت مین مسلمانون کے زیر حکومت اندلسیہ یورپ بہر مین زرخیز ترین اور سب سے خوشحال و مہذب ملک ہوگیا۔ آٹھوین صدی مسیحی کے وسط مین مغربی ایشیا ایک عظیم انقلاب کا منظر بن رہی تھی جسکا اثر دور دور تک پہونچا۔ اوپین اسلامی حکومت جمہوری اصول کی تہی بنی امیہ نے اسکو منسوخ کر کے مطلق العنان سلطنت قایم کی۔ ان بادشاہون نے قومی نخوت و تکبر اور اسکی وجہ سے دوسری قومون سے علیحدہ اور کھنچے کھنچے رہنے کی جو پالیسی اختیار کی اوس کا حسب معمول یہ نتیجہ نکلا کہ محکوم اقوام کو حکمران جماعتون سے ہمدردی نہ رہی۔ اور نہ انکی ان

زوال کیلیے راستہ صاف ہوگیا۔ ۷۵۶ء میں اس بدنصیب خاندان کا ایک فرد بھاگ کر ہسپانیہ جا پہونچا۔ اور وہان اوس نے ایسی سلطنت کی بنا قایم کی کہ ملک کو وہ خوشحالی نصیب ہوئی جو کسی زمانہ میں نہ تھی۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ ہسپانیہ کی کمال خوش قسمتی کا زمانہ وہ تھا جو قرطبہ کے اموی خلفا کے زیر فرمان گذرا۔ اس خاندان کا آٹھوان بادشاہ اندلسیہ کے تمام فرمانرواؤن میں لائق و قابل ترین مانا گیا ہے۔ اس کے عہد میں سلطنت از سر تا پا خوشحالی کا مخزن تھی۔ پولیس کا نظام اور صیغہ مکمل تھا۔ اور سیاح دنیا کے ہر شہر سے کٹھن علاقون میں بے خوف و خطر گذر سکتے تھے۔ ضروریات زندگی ارزان تھین عام دہقانون کا لباس بھی خاصہ قیمتی اور عمدہ ہوتا تھا وہ جو بہت غریب تھے انکے پاس بھی سواری کیلیے گھوڑا موجود رہتا۔ عام رعایا کی مرفہ الحالی کی ایسی نظیر دنیا کا کوئی ملک شاید ہی دکھا سکیگا۔ یہ نقشہ میلر کا کھینچا ہوا نہین ہے بلکہ صرف ایک قدیم مشہور جغرافیہ نویس ابن حوقل کے الفاظ کا لفظی ترجمہ کردیا ہے۔ جس نے اس زمانہ میں کل ہسپانیہ کی سیر کی اور جو کچھ دیکھا بلا مبالغہ لکھدیا۔ اوسپر خوشامد و تملق کا الزام عاید نہین ہوسکتا۔ وہ نہ ہسپانیہ کا باشندہ تہا۔ نہ وہان کے فرمانروا کی رعیت۔ بلکہ اوس کے رقیب بادشاہ کی رعایا مین سے تہا۔ وہ ناصر کے عہد کی برکات کا کمال مداح ہے۔ اور ملک اور رعایا کی خوشحالی پر متحیر۔ تمام مورخ متفق ہین کہ اس فرمانروا نے اوس ملک کی دماغی قابلیت اور ملک کی اقتصادی حالت مین ایک حیرت انگیز جولانی ڈالدی تھی۔ اس نے تمام مذاہب و اقوام کو ملک کا یکسان بہی خواہ اور محب بناکر ایک یکجان قوم و ملت کردیا۔ اور کامل مساوات کو اپنی حکومت کا مقدم فرض سمجھا۔ مگر بقول ڈوزی اس شخص کے کام اتنے حیرت انگیز نہین جتنا کہ خود وہ شخص ہے۔ اوسکی دماغی نکتہ رسی فراست اور استعداد ذہنی کا یہ عالم تہا کہ ادنی سے ادنی تفصیلی و جزئی امر سے لیکر بلند ترین خیالات و تجاویز تک سب پر اسکی یکسان نظر تھی۔ اس کامل و دانا شخص نے تمام رعایا کو یکجان بنایا اور وحدت قومی کی بنا قایم کی۔ تمام کاروبار سلطنت کو ایک ابتری مین سے نکالا۔ بادشاہت کو اوس کے اصلی ستونون مین قایم کردکھایا۔ دوسری حکومتون سے اتحاد کرکے دول عالم کے مابین ایک پولیٹکل موازنہ قایم کیا۔ کہ کسیکو اسمین مخل ہونیکی جرات نہ رہی۔ تعصب کا نام نہ تہا گبر و ترسا یہود و مسلم سب اسکی نظر مین ایک تھے۔ اور اسکی مجلس شوری مین ہر مذہب کا معتقد موجود تھا۔ یہ وصف زمانہ وسطی کے کسی فرمانروا مین نہین ملسکتے۔ بلکہ زمانہ حال کے مدبرون اور بادشاہون سے بھی کم ہی اس معیار مین پورے اترین گے۔ یہ ایک عیسائی کے الفاظ مین میرے نہین۔ اگر کسیکو یہ خیال گذر جائے کہ مین اپنے ہم مذہب کی تعریف مین غلو کر رہا ہون۔

اس ناصر کا بیٹا حکم بھی ویسا ہی روشن خیال تہا۔ مورخ ابن خلدون لکھتا ہے "حکم ادب اور علوم و فنون کا عاشق تہا" علم و فن کا ہر شعبہ اسکے عہد مین کمال کو پہونچا۔ اندلسیہ کی اسلامی حکومت کا اسلوب و ڈھنگ بتارہا ہے کہ مسلمانان ہسپانیہ تمدن و شایستگی کے کیسے اعلی درجہ تک پہونچے ہوئے تھے۔ خلیفہ صدر اعلی اور مرجع کل تہا مگر کاروبار سلطنت کا کلی انصرام وزرا کے ہاتھ تہا۔ ہر صیغہ ایک اعلی افسر کے تفویض تہا۔ جو کاتب الدولۃ کہلاتا تہا۔ سکرٹری آف سٹیٹ اسکا ٹھیٹھ ترجمہ ہے۔ اس افسر کے ماتحت متعدد مشیر ہوتے تھے۔ یہ افسر وزیر کا خطاب رکھتے تھے۔ لیکن چونکہ خلیفہ کی مجلس شوری کے عام ممبر بھی وزیر کہلاتے تھے جن وزرا کے ہاتھ مین محکمہ جات سلطنت کا انتظام ہوتا تہا وہ وزیر ذو الوزارتین پکارے جاتے تھے۔ اہم صیغون مین ایک کاتب الزمان کا تہا جسکے ذمہ خلیفہ کی غیر مسلم رعایا کے حقوق و اغراض کی حفاظت کا کام تہا۔ ادنی سے لیکر اعلی تک ہر سرکاری عہدہ و اسامی کیلیے مسلمان یہودی اور عیسائی یکسان استحقاق رکھتے تھے۔ سلطنت کے کسی محکمہ یا صیغہ مین مذہب۔ رنگ یا قوم کی کچھ تخصیص اور شرط نہ تھی۔ نہ کسی عہدہ یا منصب کیلیے۔ ہان ہر مذہب کے مذہبی عہدے صرف اوسی مذہب والون کیلیے طبعاً مختص تھے۔ جیسا کہ ترکی مین اسوقت بھی دنیا مشاہدہ کررہی ہے۔ اندلسی حکومت مین یہودی اور عیسائی عموماً سفیر بناکر ممالک غیر کو بھیجے جاتے تھے۔ کئی بے تعصبی اور مساوات و شایستگی کا دعوی کرنیوالی موجودہ سلطنتین اس قدیم اسلامی سلطنت اور نیز موجودہ اسلامی حکومت سے سبق حاصل کرسکتی ہین۔

دیگر بڑے بڑے محکمے حسب ذیل تھے۔ صیغہ مال صیغہ خارجیہ۔ صیغہ عدالت عام۔ تعلیم۔ بری سپاہ و بحری فوج جو اساطیل کہلاتی تھی۔ حساب کتاب کا صیغہ جداگانہ تہا جسکا اعلی افسر صاحب الاشغال کہلاتا تہا۔ ہسپانوی لفظ الگوازل اسیکا بگڑا ہوا ہے۔ پولیس کا محکمہ بھی ایک قایم بالذات صیغہ تہا۔ اور اس کے وہی فرایض تھے۔ جو موجودہ زمانہ کی پولیس کے ہین۔ خفیف جرایم معمولی پولیس کے چالانی مقدمات کی سماعت کیلیے سٹی مجسٹریٹ مقرر تھے جو صاحب المدینہ یا القاید کہلاتے تھے ہسپانوی لفظ القیڈ اسیکا بگڑا ہوا ہے۔ یہ مجسٹریٹ جج (قاضی علاقہ) کے زیر ہدایت کارفرما ہوتے تھے۔ رات کو تنخواہ دار چوکیدار لالٹینین اور محافظ کتے ساتھ لیے کوچہ و بازار مین باقاعدہ گشت کرتے تھے۔ بحری بیڑہ کا اعلی افسر امیر البحر یا امیر البحر کہلاتا تہا۔ ہسپانوی امیرال اسکی مسخ شدہ شکل ہے۔ امیرال سے انگریزی مین ایڈمرل ہوگیا۔ سرکاری کارخانے جہان آلات حرب تیار ہوتے تھے۔ دار الصنع کہلاتے تھے۔ انگریزی لفظ آرسنل اسی سے مشتق ہے۔ مسلمانان اندلسیہ کی تاریخ کو بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ ترقی کے ہر شعبہ اور علم و ہنر کی ہر شاخ مین اپنا نشان چھوڑ گئے ہین۔

اموی حکومت کا پایہ تخت قرطبہ تہا۔ ابتدائی عرب گورنرون نے بھی گو وہان عالیشان عمارتین تیار کر کے اسکی رونق و زینت کو بڑھایا۔ لیکن اسکے اقبال کا زمانہ اصل مین خود ہسپانیہ مین اموی بادشاہت قایم ہونے کیوقت سے شروع ہوا ہے۔ سو لیکر آخری فرمانروا تک اسکی زیب و زینت کی افزایش کا سلسلہ برابر قایم رہا۔ سب سے مقدم کام شہر مین پانی لانیکا سمجھا گیا۔ اسکے متعلق انہون نے شہر کے ہر حصہ مین پختہ مسقف نہرین اور بلند حوض و تالاب تعمیر کیے۔ عرب پانی کے عاشق زار تھے۔ کوئی معمولی سے معمولی محل اور قصر ایسا نہ تھا۔ جسکے ساتھ باغ نہو اور اسمین شفاف پانی کی نہرین نہ بہ رہی ہون اور فوارے نہ اچھل رہے ہون آب رسانی کے کامل انتظام کے دوش بدوش تفریح عام کیلیے ہر شہر مین وسیع باغ تیار کیے گیے۔ جنمین نایاب اور بہترین پھل پھول دینے والے پودے اور درخت لگائے گئے۔ سڑکون اور بازارون کے دو رویہ پیدلون کے لیے فیلی راستے تہا جسکا دستور پیرس مین چودہوین صدی مین لنڈن مین سولہوین صدی مین شروع ہوا۔ مگر قرطبہ کے بازار نوین صدی مین۔ صرف یہی نہین کہ نہایت ہموار اور پختہ تھے۔ بلکہ ہر سڑک کے دو رویہ دوسری سطح سے کسیقدر بلند پختہ راستے بھی موجود تھے اندلون قرطبہ کی جو عظمت و شوکت تھی اسکا کچھ اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ انسان دس میل تک عالیشان مکانات کی دو رویہ قطار کے درمیان لیمپوکی روشنی مین چلا جاسکتا تہا۔ شہر ۲۴ میل لمبا اور ۶ میل چوڑا تہا۔ اور یہ تمام رقبہ عام مکانات محلات مساجد اور باغات سے گھرا ہوا تہا جو دریا گواڈل کویر (وادی الکبیر) کے کنارہ کنارہ چلے گئے تھے فصیل شہر سے باہر مضافات مین بھی اسقدر آبادی تھی کہ وہ ۲۱ حصون مین منقسم کی گئی تھی۔ اور سب جگہ کے باشندے یکسان آسودہ و مرفہ الحال تھے ہر محلہ مین وہان کے باشندون کی ضرورت کے حسب حال مسجدین منڈیان اور حمام موجود تھے۔ آٹھوین صدی سے لیکر پندرہوین صدی تک جو زرعی خوشحالی ہسپانیہ کو حاصل رہی۔ دنیا کا کوئی ملک اسکی برابری نہین کرسکتا۔ مسلمانون نے زراعت کو علم کے درجہ تک پہونچا دیا۔ اور حیرت انگیز مستعدی۔ محنت۔ لیاقت علم پختہ و خام نہرون کی تیاری سے ملک کے طبعی وسایل پیداوار کو یہان تک نشو و نما دلایا۔ کہ مورخ و سیاح دیکھکر حیران رہجاتے۔ انکو اسبات کا بخوبی علم ہوگیا تہا کہ کونسی زمین کس فصل اور جنس کے مناسب حال ہے۔ چنانچہ انہون نے اوس استعداد معلومات اور لیاقت خداداد سے بنجر سے بنجر قطعات کو بھی رشک ارم بنالیا۔ چاول نیشکر۔ کپاس۔ زعفران وغیرہ وغیرہ کے علاوہ صدہا پھل اور لذیذ میوے اول اول عربون ہی نے یورپ مین پہونچائے اور انہون نے ہی انکی کاشت وہان شروع کی۔ ان پہلون کے نام اگرچہ اسقدر بگڑ گئے ہین کہ اب بہ دقت انکے عربی الاصل ہونیکا پتہ چلتا ہے لیکن انکے عربی الاصل ہونے مین کلام نہین ہوسکتا۔ انگریزی الفاظ اورنج (نارنج) سیفران (زعفران) کاٹن (قطن) اور شوگر و سکر (شکر) چند زبردست مثالین موجود ہین + ریشمی کیڑے کی پرورش اور ریشمی پارچات کی تیاری اور چینی کی صنعت عربون ہی نے ہسپانیہ مین رائج کی۔ اور نیل سے کپڑے رنگنے کے موجد بھی وہی ہین جو کپڑے کو اونی رنگتے۔ اور اسپر نقش و نگار بنانے کے فن مین انکو یدطولی حاصل تہا۔ ہسپانیہ سے نکالے جانے پر وہ اس فن کو اپنے ساتھ فاس و مراکو کو لے گئے۔ جہان سے وہ انگلستان پہونچا۔ اسیوجہ سے اسطرح کا بنایا ہوا چمڑا انگلستان مین مراکو و قرطبہ کہلاتا ہے۔ مٹی کے روغنی برتن بنانے کے پہلے موجد بھی وہی ہین عمارت پر بیل بوٹے دار پچی کاری کرنے کی طرز ابتک انہی کے نام سے یورپ مین عربسک کہلاتی ہے جاندار اشیا کی تصویر بنانے کی مخالفت کیوجہ سے مسلمانون نے پہلے بیل بوٹے پر اکتفا کیا۔ پہر عربی حروف ہی کو طرز املا سے علیحدہ اٹھا کر خوبصورت کتبے بطور آرایش تیار کرنے شروع کیے۔ اور رفتہ رفتہ طیور و حوش کی تصویرین بھی بنانے لگ گیے۔ مگر انسانی تصویرین صرف خلفا و امرا کے ہی محلون تک محدود رہین عام طور پر انکا مسلمانون کی عمارات مین بالکل رواج نہ ہوا۔

تہذیب و تمدن کے کئی انسانی لوازمات کیلیے بھی یورپ دراصل عربون کا ممنون احسان ہے قمیص جسکا عربی نام ہی کل اقوام مین رائج ہے عربون کی اختراع ہے۔ سو جسکا اب ایشیائیون مین رواج ہی نہین رہا یورپ مین عربون کی ہی یادگار ہے۔ ساٹن کے لیے جرمن زبان مین ابتک خالص عربی لفظ اطلس مروج ہے اس قسم کی سینکڑون مثالین پیش ہوسکتی ہین۔ تاہم ایک مثال کا ذکر ضروری ہے۔ یورپین اقوام کا ایک نہایت ہی پیارا نسوانی نام مارگرٹ بھی دراصل عربی لفظ مروارید (موتی) کی کسیقدر بدلی ہوئی شکل مین چمک رہا ہے۔

خلفا قرطبہ کا یہ اصول تہا کہ علم جتنا عام ہو تھوڑا ہے۔ بنابرین اونکی سلطنت مین مدارس اور کالجونکا کوئی حد و شمار نہ رہگیا تہا۔ بقول ڈوزی ہسپانیہ مین ہر شخص ہسپانیہ مین لکھ پڑھ سکتا تہا۔ مگر مسیحی یورپ مین پادریون کے سوا اعلی مدارج کے لوگ بھی محض جاہل ہوتے تھے۔ ہر بڑے شہر مین متعدد کالج ہوتے تھے۔ جنکا مجموعہ یونیورسٹی کہلاتا تہا۔ قرطبہ کی یونیورسٹی بغداد و قاہرہ کی یونیورسٹیون سے برابری کا دم مارتی تھی اور انگلستان اٹلی و فرانس وغیرہ مسیحی ممالک سے سینکڑون عیسائی نوجوان وہان داخل ہوکر مسلمانون کی فلسفہ اور علم سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ ہر یونیورسٹی ایک ریکٹر (اعلی افسر) کے تابع ہوتی تھی۔ جو اپنے علاقہ کے نامور ترین علما مین سے بلالحاظ مذہب و قوم منتخب کیا جاتا تہا۔ چنانچہ بارہا ان عہدون پر عیسائی اور یہودی قایم ہوے۔ عقلمندی کی دانائی و علم۔ اکابر کا عدل و انصاف۔ اتقیا کی نیکوکاری و عبادت اور بہادرون کی ہمت و شجاعت سے۔

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض

بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے یہان تک کہ جب دوزخی جہنم مین ڈالے جاوینگے تو اللہ تعالیٰ ان کو یہی فرمائے گا کہ تمہارا یہ گناہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے بدظنی کی بعض لوگ اس قسم کے بھی ہین جو یہ سمجھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ خطا کارون کو معاف کر دیگا اور نیکو کارون کو عذاب کریگا۔ یہ بھی خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے اسلئے کہ اسکی صفت عدل کے خلاف کرتا ہے اور نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف مین اوس نے مقرر فرمائے ہین بالکل ضایع کر دینا اور بے سود ٹھہرانا ہے ۔ پس یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے اس کو معمولی مرض نہ سمجھو بدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرائم اور جرائم سے جہنم ملتا ہے ۔ اور یہ صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو اور صدیق کے کمالات کو حاصل کرنے کیلئے دعائین کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ مین کیا کیا کمالات تھے ۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور حقیقت مین ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو صدق دکہایا ہے اسکی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ مین جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اسے ضروری ہے کہ ابو بکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہانتک ممکن ہے مجاہدہ کرے اور پھر جہانتک ہو سکے دعا کرے ۔ جب تک ابو بکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہین لیتا اور اسی رنگ مین رنگین نہین ہو جاتا وہ کمالات حاصل نہین ہو سکتے ۔ ابو بکری فطرت کیا تھی؟ اسپر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقع نہین کیونکہ بہت عرصہ اس کے بیان کیلئے درکار ہے مختصر طور پر مین ایک واقعہ بیان کرتا ہون کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا ۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو ابھی راستہ ہی مین تھے کہ ایک شخص ان سے ملا ۔ اس سے مکہ کے حالات پوچھے اور کہا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو اگر کوئی اہل وطن ملجاوے تو اس سے وطن کے حالات پوچھتا ہے اس نے کہا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعوےٰ کیا ہے ۔ آپ نے سنتے ہی کہا اگر اس نے یہ دعوےٰ کیا ہے تو بیشک وہ سچا ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کسقدر حسن ظن تھا معجزے کی بھی ضرورت نہین سمجھی ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو حالات سے واقف نہ ہو اور جہان غیریت ہو اور وہ تسلی پانے کیلئے کہتا ہو۔

لیکن جسکو انکار ہی نہین ہے ۔ اسکو معجزہ کی کیا ضرورت

غرض حضرت ابو بکر صدیق راستہ ہی مین سنکر ایمان لے آئے اور جب مکہ پہونچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان درست ہے اسپر حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ آپ گواہ رہین مین آپ کا پہلا مصدق ہون لیکن یہ صرف قول ہی قول نہ تھا بلکہ اپنے فعل کے ساتھ اسکو مطابق کرکے دکہایا ۔ اور ایسا مطابق کیا کہ اخیر دم تک اسے نبھایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا حقیقت مین اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہون اگر انمین مطابقت نہین تو کچھ بھی نہین اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنے تم لوگون کو تو نیکی کا امر کرتے ہو ۔ مگر اپنے آپ کو اس نیکی کا مخاطب نہین بناتے بلکہ بہول جاتے ہو ۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لم تقولون مالا تفعلون مومن کو دو رنگی اختیار نہین کرنی چاہئیے ۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور انمین مطابقت دکھاؤ ۔ جب صحابہ نے اپنی زندگیون مین دکھایا تم بھی ان کے نقش قدم پر چلکر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ ۔ حضرت ابو بکر صدیق کے نمونے کو ہمیشہ سامنے رکھو ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زمانہ پر غور کرو جب ہر طرف سے قریش شرارت پر تلے ہوئے تھے اور کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا وہ زمانہ بڑے ابتلا ابتلا کا زمانہ تھا آج جسقدر تم بیٹھے ہوئے ہو اپنی اپنی جگہ سوچو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا آجاوے تو کون ہے جو ساتھ دے ۔ یا مثلاً گورنمنٹ ہی کیطرف سے یہ تفتیش شروع ہو کہ کس کس نے اس شخص کی بیعت کی ہے تو کتنے ہون گے جو دلیری کے ساتھ کہدین کہ ہم مبایعین مین داخل ہین مین جانتا ہون کہ بعضون کے ہاتھ پاؤن سن ہو جاوین انہین فوراً اپنی جایدادون اور رشتہ دارون کے خیالات آجاوین کہ ہمین یہ چھوڑنے پڑین گے مشکلات کے وقت ساتھ دینا ہمیشہ کامل الایمان لوگون کا کام ہوتا ہے ۔ تو اس زمانہ مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت ابتلا کا زمانہ تہا اور آپکے قتل کے منصوبے ہو رہے تھے حضرت ابو بکر صدیق نے وہ حق رفاقت ادا کیا کہ اسکی نظیر دنیا مین پائی نہیر جاتی ۔ یہ طاقت اور قوت بجز ایمان کے نہین آتی ۔ جبتک عملی طور پر انسان ایمان کو اپنے اندر داخل نکرے کچھ نہین بنتا ۔ بہانہ سازی اسوقت تک دور ہی نہین ہوتی ۔ عملی طور پر جب آگ لگی ہوئی ہو تو ثابت قدم نکلنے والے تھوڑے ہی ہوتے مین حضرت مسیح کے حواری اس آخری گھڑی مین جو مصیبت کی گھڑی تھی ان کو چھوڑ کر بہاگ گئے اور بعض نے سامنے ہی لعنت بھی کر دی۔

حقیقت مین یہ بڑی عبرت کا مقام ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ایک وقت آیا تھا کہ مسلمانے ۰ ہزار آدمیون کے ساتھ نماز پڑہی اور عہد لیا کسی نے آکر یزید کی خبر دی سب کے سب چھوڑ بہاگے ۔ اس قسم کے واقعات ڈراتے ہین ۔ اپنے ایمان کا وزن کرو عمل ایمان کا زیور ہے اگر عملی حالت درست نہین ہے تو حقیقت مین ایمان بھی نہین ہے ۔ مومن حسین ہوتا ہے جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا کڑا بھی پہنا دیا جاوے تو اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے اسیطرح ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے اور اگر بد عمل ہے تو کچھ بھی نہین۔ حقیقی ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال مین ایک لذت پیدا ہو جاتی ہے اسکی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے ۔ وہ نماز پڑہتا ہے جو نماز پڑہنے کا حق ہے گناہون سے اسے بیزاری پیدا ہوتی ہے ناپاک مجلسون سے نفرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کے واسطے اپنے دل مین ایک جوش اور تڑپ دیکھتا ہے وہی ایمان اسے مسیح کیطرح صلیب پر چڑہانے سے نہین روکتا وہ خدا کے لئے ہان خدا ہی کے لئے ابراہیم کی طرح آگ مین بھی پڑ جانے پر راضی ہوتا ہے جب وہ اپنی رضا کو رضاء الہیٰ کے ماتحت کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو علیم بذات الصدور ہے اس کا محافظ اور نگران ہو جاتا ہے وہ صلیب پر سے بھی زندہ اتار لیتا ہے اور آگ مین سے بھی صحیح و سلامت نکال لیتا ہے ۔ ان عجائبات کو وہی دیکھتے ہین جو خدا تعالیٰ پر پورا ایمان لاتے ہین ۔ غرض حضرت ابو بکر صدیق کا صدق اس ابتلا کے وقت ظاہر ہوا ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا گو بعض کی رائے اخراج کی بھی تھی لیکن اصل مقصد قتل ہی تہا ایسی حالت مین حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے صدق و وفا کا وہ نمونہ دکہایا جو ابد الاباد کیلئے نمونہ رہیگا ۔ اس مصیبت کی گھڑی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت صدیق کی فضیلت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ دیکھو اگر وائسرائے ہند کسی شخص کو کسی خاص کام کیلئے انتخاب کرے تو وہ رائے بہتر اور صائب ہوگی یا ایک چوکیدار کی ۔ ماننا پڑیگا کہ وائسرائے کا انتخاب بہرحال موزون اور مناسب ہو گا ۔ کیونکہ جس حال مین سلطنت کی طرف سے وہ نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے تو اسکی وفاداری ، فراست اور تجربہ کاری پر سلطنت نے اعتماد کیا ہے تب زمام سلطنت اس کے ہاتھ مین دی ہے ۔ پھر اسکی صائب تدبیری اور معاملہ فہمی کو پس پشت ڈالکر ایک چوکیدار کے انتخاب اور رائے کو صحیح سمجھ لیا جاوے یہ نامناسب امر ہے ۔ اسی طرح جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب تہا اس وقت آپ کے پاس ۷۰، ۸۰ صحابہ موجود تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس ہی تھے مگر آپ نے ان سب مین سے حضرت ابو بکر ہی کو منتخب کیا ۔ اسمین سر کیا ہے ؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اس کا فہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کشف اور الہام سے بتا دیا تھا کہ اس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزون حضرت ابو بکر صدیق ہی ہین۔

باقی آیندہ

بقایا دار احباب توجہ کرین ۔ وی پی جاری ہو رہے ہین

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

جسکے یہ معنے ہین کہ ہم کو اون سالکین کا راستہ تبلا جنہون نے ایسی راہین اختیار کین کہ جن سے اُن پر تیرا انعام وارد ہوا اور اون لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے لاپروائی سے سیدہی راہ پر قدم مارنے کے لئے کوشش نہ کی اور اس باعث سے تیری تائید سے محروم رہ کر گمراہ رہے یہ تین صداقتین ہین جن کی تفصیل یہہ ہے۔ کہ بنی آدم اپنے اقوال اور افعال اور اعمال اور نیات کی رو سے تین قسم کے ہوتے ہین بعض سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہین اور صدق اور عاجزی سے خدا کیطرف رجوع کرتے ہین پس خدا بھی اونکا طالب ہو جاتا ہے۔ اور رحمت اور انعام کے ساتھہ اُن پر رجوع کرتا ہے اس حالت کا نام انعام الٰہی ہے اسی کی طرف آیت ممدوحہ مین اشارہ فرمایا اور کہا صراط الذین انعمت علیھم یعنے وہ لوگ ایسا صفا اور سیدہا راستہ اختیار کرتے ہین جس سے فیضان رحمت الٰہی کے مستحق ٹہر جاتے ہین اور بباعث اسکے کہ اُن مین اور خدا مین کوئی حجاب باقی نہین رہتا اور بالکل رحمت الٰہی کے محاذی آپڑتے ہین اس جہت سے انوار فیضان الٰہی کے اُن پر وارد ہوتے ہین۔ دوسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو دیدہ و دانستہ مخالفت کا طریق اختیار کر لیتے ہین اور دشمنون کی طرح خدا سے مونہہ پھیر لیتے ہین سو خدا بھی اُن سے مونہہ پھیر لیتا ہے اور رحمت کے ساتھہ اُن پر رجوع نہین کرتا اس کا باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ علاوت اور بیزاری اور غضب اور غیظ اور نارضامندی جو خدا کی نسبت انکے دلون مین چہپی ہوئی ہوتی ہے وہی اون مین اور خدا مین حجاب ہو جاتی ہے اس حالت کا نام غضب الٰہی ہے اسی کی طرف خدا تعالےٰ نے ارشاد فرما کر کہا غیر المغضوب علیھم۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہین جو خدا سے لاپرواہ رہتے ہین اور سعی اور کوشش سے اُسکو طلب نہین کرتے خدا بھی اون کے ساتھہ لاپرواہی کرتا ہے اور اون کو اپنا راستہ نہین دکہلاتا کیونکہ وہ لوگ راستہ طلب کرنے مین آپ سُستی کرتے ہین اور اپنے تئین اُس فیض کے لائق نہین بناتے کہ جو خدا کی قانون قدیم مین محنت اور کوشش کرنیوالون کی لئے مقرر ہے اس حالت کا نام اضلال الٰہی ہے جسکے یہ معنے ہین کہ خدا نے اونکو گمراہ کیا یعنے جبکہ

اونہون نے ہدایت پانے کے طریقون کو بجد و جہد طلب نہ کیا تو خدا نے بہ پابندی اپنے قانون قدیم کے اُن کو ہدایت بھی نہ دی اور اپنی تائید سے محروم رکہا اسی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ولا الضالین غرض ماحصل اور خلاصہ ان تینون صداقتون کا یہہ ہے کہ جیسے انسان کی خدا کے ساتھہ تین حالتین ہین ایسا ہی خدا بھی ہر یک حالت کے موافق اونکے ساتھہ جدا جدا معاملہ کرتا ہے جو لوگ اوسپر راضی ہوتے ہین اور دلی محبت اور صدق سے اسکے خواہان ہو جاتے ہین خدا بھی انپر راضی ہو جاتا ہے اور اپنی رضامندی کے انوار اونپر نازل کرتا ہے اور جو لوگ اُس سے مونہہ پہیر لیتے ہین اور عمداً مخالفت اختیار کرتے ہین خدا بھی مخالف کی طرح اون سے معاملہ کرتا ہے اور جو لوگ اوسکی طلب مین سُستی اور لاپرواہی کرتے ہین خدا بھی اون سے لاپرواہی کرتا ہے اور اونکو گمراہی مین چھوڑ دیتا ہے غرض جس طرح آئینہ مین انسان کو وہی شکل نظر آتی ہے جو حقیقت مین شکل رکھتا ہے اسی طرح حضرت احدیت کہ جو ہر یک کدورت سے مصفّٰی اور پاک ہے محبت والون کے ساتھہ محبت رکہتا ہے غضب والون پر غضبناک ہے لاپرواہی کے ساتھہ لاپرواہی رکھنے والون سے رُک جاتا ہے اور جہکنے والون کیطرف جہکتا ہے چاہنے والون کو چاہتا ہے اور نفرت کرنے والون سے نفرت کرتا ہے اور جس طرح آئینہ کے سامنے جو انداز اپنا بناؤگے وہی انداز آئینہ مین بھی نظر آئیگا ایسا ہی خداوند تعالےٰ کے روبرو جس انداز سے کوئی چلتا ہے وہی انداز خدا کیطرف سے اُسکے لئے موجود ہے اور جن لباسون کو بندہ اپنے لئے آپ اختیار کر لیتا ہے وہی تخم بویا ہوا اُسکا اوسکو دیا جاتا ہے جب انسان ہر یک طرح کے حجابون اور کدورتون اور آلایشون سے اپنے دلکو پاک کر لیتا ہے اور صحن سینہ اُسکے کا مواد ردیہ ماسوائے اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے تو اوس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے مکان کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کہول دیتا ہے اور سورج کی کرنین اُسکے گھر کے اندر چلی آتی ہین لیکن جب بندہ ناراستی اور دروغ اور طرح طرح کی آلایشون کو آپ اختیار کر لیتا ہے اور خدا کو غیر چیز کیطرح خیال کر کے چھوڑ دیتا ہے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی روشنی کو ناپسند کر کے اور اوس سے بغض رکہکر اپنے گھر کے تمام دروازے بند کر دے تا ایسا نہ ہو کہ کسی طرف سے آفتاب کی شعاعین اوسکے گھر کے اندر آجائین۔ اور جب انسان بباعث جذبات نفسانی یا ننگ و ناموس یا تقلید قوم وغیرہ طرح طرح کی غلطیون اور آلایشون مین گرفتار ہو اور سُستی اور تکاسل اور لاپرواہی سے اون آلایشون سے پاک ہونے کے لئے کچھہ سعی اور

کوشش نہ کرے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازون کو بند پاوے اور تمام گھر مین اندھیرا بہرا ہوا دیکہے اور پھر اوٹھکر دروازون کو نہ کھولے اور ہاتھہ پاؤن توڑ کر بیٹھا رہے اور دل مین یہ کہے کہ اب اسوقت کون اوٹھے اور کون اتنی تکلیف اوٹھاوے یہ تینون مثالین اون تینون حالتون کی ہین جو انسان کے اپنے ہی فعل یا اپنی ہی سُستی سے پیدا ہو جاتی ہین جن مین سے پہلی حالت کا نام حسب تصریح گذشتہ کے انعام الٰہی اور دوسری حالت کا نام غضب الٰہی۔ اور تیسری حالت کا نام اضلال الٰہی۔ ان تینون صداقتون سے بہی ہمارے مخالفین بے خبر ہین کیونکہ برہمو سماج والون کو اوس صداقت سے بالکل اطلاع نہین ہے جسکے رو سے خدا تعالےٰ سرکش اور غضبناک بندون کے ساتھہ غضبناک کا معاملہ کرتا ہے چنانچہ برہمو صاحبون مین سے ایک صاحب نے اس بارہ مین انہین دنون مین ایک رسالہ بہی لکہا ہے جس مین صاحب موصوف خدا کی کتابون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ اون مین غضب کی صفت خدا تعالےٰ کیطرف کیونکر منسوب کی گئی ہے کیا خدا ہماری کمزوریون پر چڑہتا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر صاحب راقم کو اس صداقت کی کچھہ بہی خبر ہوتی تو کیون وہ ناحق اپنی اوقات ضائع کر کے ایک ایسا رسالہ چہپواتے جس سے اون کی کم فہمی ہر یک پر کُہل گئی ہے اور اون کو باوجود دعویٰ عقل کے یہ بات سمجہہ آئی کہ خدا کا غضب بندہ کی حالت کا ایک عکس ہے جب انسان کسی مخالفانہ شر سے محجوب ہو جائے اور خدا اسے دوسری طرف مونہہ پہیر لے تو کیا وہ اس لائق رہ سکتا ہے کہ جو کچھہ محبون اور صادقون پر فیضان رحمت ہوتا ہے اوسپر بہی وہی فیضان رحمت ہو جائے ہرگز نہین بلکہ خدا کا قانون قدیم جو ابتدا سے چلا آیا ہے جسکو ہمیشہ راست باز اور صادق آدمی تجربہ کرتے رہے ہین اور اب بہی صحیح تجارب سے اوسکی سچائیون کو مشاہدہ کرتے ہین وہ یہی قانون ہے کہ جو شخص ظلماتی حجابون سے نکلکر سیدہا خدا تعالےٰ کیطرف اپنے روح کا مونہہ پھیر کر اوسکے آستانہ پر گر پڑتا ہے اوسی پر فیضان رحمت خاصہ ایزدی کا ہوتا ہے اور جو شخص اس طریق کے برخلاف کوئی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے تو بالضرور جوہر رحمت کے برخلاف ہے یعنی غضب الٰہی اوسپر وارد ہو جاتا ہی اور غضب کی اصل حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص اوس طریق مستقیم کو چھوڑ دیتا ہے کہ جو قانون الٰہی مین افاضۂ رحمت الٰہی کا طریق ہے تو فیضان رحمت سے محروم رہ جاتا ہے اسی محرومی کی حالت

کا نام غضب الٰہی ہے اور چونکہ انسان کی زندگی اور آرام اور راحت خدا کے فیض سے ہی ہے اس جہت سے جو لوگ فیضان رحمت کے طریق کو چھوڑ دیتے ہین وہ خدا کیطرف سے اسی جہان مین طرح طرح کے عذابون مین مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ جن کے شامل حال رحمت الٰہی نہین ہے ضرور ہے کہ انواع اقسام کے عذاب روحانی و بدنی اوسکی طرف مونہہ کرین اور چونکہ خدا کے قانون مین یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصہ اونہین کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو یاد کرتے ہین اس باعث سے جو لوگ اس طریق کو چھوڑ دیتے ہین وہ طرح طرح کی آفات مین گرفتار ہو جاتے ہین اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے قل مایعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم۔ واللہ غنی عن العلمین یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے اگر تم دعا نکرو اور اوس کے فیضان کے خواہاں نہ ہو خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہین وہ تو بے نیاز مطلق ہے اور آریہ سماج والے اور عیسائی بہی ان تینون صداقتون مین سے پہلے اور تیسری صداقت سے بیخبر ہین کوئی اون مین سے یہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے سب لوگون کو کیون ہدایت نہین دیتا اور کوئی یہ اعتراض کر رہا ہے کہ خدا مین صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے جو لوگ خدا تعالےٰ کی ہدایت کی نسبت معترض ہین وہ یہ نہین سوچتے کہ ہدایت الٰہی اُنہین کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو ہدایت پانے کے لئے کوشش کرتے ہین اور اون راہون پر چلتے ہین جن راہون پر چلنا فیضان رحمت کے لئے ضروری ہے اور جو لوگ اضلال الٰہی کی نسبت معترض ہین اُنکو یہہ خیال نہین آتا کہ خدا تعالےٰ اپنے قواعد مقررہ کے ساتھہ ہر یک انسان سے مناسب حال معاملہ کرتا ہے اور جو شخص سُستی اور تکاسل سے اوسکے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیتا ہے ایسے لوگون کی بارے مین قدیم سے اوسکا یہی قاعدہ مقرر ہے کہ وہ اپنی تائید سے اونکو محروم رکھتا ہے اور اونہین کو اپنی راہین دکہلاتا ہے جو اون راہون کے لئے بدل و جان سعی کرتے ہین بہلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپرواہی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اوسکو ڈہونڈہتا ہے اسی طرف ایک دوسرے مقام مین بہی اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور وہ یہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین ہم انکو بالضرور اپنی راہین دکھلا دیا کرتے ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہ وہ صداقتین جو سورۂ فاتحہ مین درج ہین کسقدر عالی اور بے نظیر صداقتین ہین جنکے دریافت کرنے سے ہمارے تمام مخالفین قاصر رہے اور پھر دیکھنا چاہئے کہ کس اعجاز اور لطافت سے اقل قلیل عبارت مین انکو خدا تعالےٰ نے بھر دیا ہے اور پھر اس طرف خیال کرنا چاہئے کہ علاوہ ان سچائیون کے اور کمال اعجاز کے دوسرے کیا کیا لطائف ہین جو اس سورۂ مبارکہ مین بھرے ہوے ہین اگر ہم اسجگہ اُن سب لطائف کو بیان کرین تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائیگا صرف چند لطیفہ بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہین

اول یہہ لطیفہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس سورۂ فاتحہ مین دعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خوبتر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہین اور جس مین وہ تمام اُمور جمع ہین جو دعا مین دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہین تفصیل اسکی یہ ہے کہ قبولیت دعا کے لئے ضرور ہے کہ اُس مین ایک جوش ہو کیونکہ جس دعا مین جوش نہو وہ صرف لفظی بڑبڑ ہے حقیقی دعا نہین مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ دعا مین جوش پیدا ہونا ہر ایک وقت انسان کے اختیار مین نہین بلکہ انسان کے لئے اشد ضرورت ہے کہ دعا کرنے کیوقت جو اُمور دلی جوش کے محرک ہین وہ اُسکے خیال مین حاضر ہون اور یہ بات ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزین ہین ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفات کاملہ خیال کرکے اوسکی رحمتون اور کرمون کو ابتداء سے انتہا تک اپنے وجود اور بقا کے لئے ضروری دیکھنا اور تمام فیوض کا مبدء اوسی کو خیال کرنا۔ دوسرے اپنے تئین اور اپنے تمام ہمجنسون کو عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی دو امر ہین جن سے دعاؤن مین جوش پیدا ہوتا ہے اور جو جوش دلانے کے لئے کامل ذریعہ ہین وجہ یہ کہ انسان کی دعا مین تب ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئین سراسر ضعیف اور ناتوان اور مدد الٰہی کا محتاج دیکھتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد سے یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بنہایت درجہ کامل القدرت اور رب العالمین اور رحمان اور رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچھ انسانی حاجتین ہین سب کا پورا کرنا اوسی کے ہاتھ مین ہے سو سورۂ فاتحہ کے ابتدا مین جو اللہ تعالےٰ کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے کہ جو تمام محامد کاملہ سے متصف اور تمام خوبیون کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالمون کی رب اور تمام رحمتون کا چشمہ اور سب کو اون کی عملون کا بدلہ دینے والی ہے پس ان صفات کے بیان کرنے سے اللہ تعالےٰ نے بخوبی ظاہر فرما دیا کہ سب قدرت اوسی کے ہاتھ مین ہے اور ہر یک فیض اوسی کی طرف سے ہے اور اپنی اسقدر عظمت بیان کی کہ دنیا اور آخرت کے کامون کا قاضی الحاجات اور ہر یک چیز کا علت العلل اور ہر یک فیض کا مبدء اپنی ذات کو ٹھیرایا جس مین یہ بھی اشارہ فرما دیا ہے کہ اوس کی ذات کے بغیر اور اُس کی رحمت کے بدون کسی زندہ کی زندگی اور آرام اور راحت ممکن نہین اور پھر بندہ کو تذلل کی تعلیم دی اور فرمایا ایاک نعبد و ایاک نستعین اسکے یہ معنے ہین کہ اے مبدء تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجھہ سے ہی مدد مانگتے ہین یعنی ہم عاجز ہین آپ سے کچھہ بھی نہین کر سکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہو۔ پس خدا تعالےٰ نے دعا مین جوش دلانے کے لئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور رحمت شاملہ دوسرے بندون کا عاجز اور ذلیل ہونا اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرک ہین جنکا دعا کے وقت خیال مین لانا دعا کرنے والون کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دعا کی کیفیت سے کسی قدر چاشنی حاصل رکھتے ہین اونہین خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے ان دونون محرکون کی دعا ہو ہی نہین سکتی اور بجز اون کے آتش شوق الٰہی دعا مین اپنے شعلون کو بلند نہین کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ کو یاد نہین رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہین کر سکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقراری نہین اوس کی روح اوس مولا کریم کی طرف ہرگز جھک نہین سکتی غرض یہ ایسی صداقت ہے جسکے سمجھنے کے لئے عمیق فلسفہ درکار نہین بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی اور تحقیق طور پر دل مین منقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی ہے کہ خالص دعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے سچے پرستار خوب سمجھتے ہین کہ حقیقت مین انہین دو چیزون کا تصور دعا کے لئے ضروری ہے یعنی اول اسبات کا تصور کہ خدا تعالےٰ ہر یک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اوس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام مین لگی ہوئی ہین دوسرے اسبات کا تصور کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہین کر سکتا۔ اور بلا شبہ یہ دونون تصور ایسے ہین کہ جب دعا کرنے کے وقت دل مین جم جاتے ہین۔ تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے ہین کہ ایک متکبر اون سے متاثر ہو کر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہین یہی کل ہے جس سے ایک غافل مردہ مین جان پڑ جاتی ہے انہین دو باتون کے تصور سے ہر یک دل دعا کرنے کیطرف کھینچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی روح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امداد ربانی پر نظر پڑتی ہے اسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بیخودی مین پہونچ جاتا ہے جہان اپنی مقدر ہستی کا نشان باقی نہین رہتا اور صرف ایک ذات عظمی کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذات رحمت کل اور ہر یک ہستی کا ستون اور ہر یک درد کا چارا اور ہر یک فیض کا مبدء دکھائی دیتی ہے آخر اس سے ایک صورت فنا فی اللہ کے ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کیطرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کیطرف نہ اپنی ارادہ کیطرف اور بالکل خدا کی محبت مین کھویا جاتا ہے اور اوس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزون کی ہستی کا لعدم معلوم ہوتی ہے اس حالت کا نام خدا نے صراط مستقیم رکھا ہے جس کی طلب کے لئے بندہ کو تعلیم فرمایا اور کہا اھدنا الصراط المستقیم یعنی وہ راستہ فنا اور توحید اور محبت الٰہی کا جو آیات مذکورہ بالا سے مفہوم ہو رہا ہے وہ ہمین عطا فرما اور اپنے غیر سے بکلی منقطع کر خلاصہ یہ کہ خدا تعالےٰ نے دعا مین جوش پیدا کرنے کے لئے وہ اسباب حقہ انسان کو عطا فرمائے کہ جو اسقدر دلی جوش پیدا کرتے ہین کہ دعا کرنے والے کو خودی کے عالم سے بے خودی اور نیستی کے عالم مین پہنچا دیتے ہین اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بات ہرگز نہین کہ سورت فاتحہ دعا کی کئی طریقون مین سے ہدایت مانگنے کا ایک طریقہ ہے جس پر جوش دل سے دعا کا صادر ہونا موقوف ہے اور جبر طبیعت انسانی بمقتضا اپنی فطرتی تقاضا کے چلنا چاہتی ہے حقیقت یہ ہے کہ جیسے خدا نے دوسرے امور مین قواعد مقررہ ٹھیرا رکھے ہین ایسا ہی دعا کے لئے بھی ایک قاعدہ خاص ہے اور وہ قاعدہ وہی محرک ہین جو سورت فاتحہ مین لکھے گئے ہین اور ممکن نہین کہ جبتک وہ دونون محرک کسی کے خیال مین نہون تب تک اوس کی دعا مین جوش پیدا ہو سکے سو طبعی راستہ دعا مانگنے کا وہی ہے جو سورۂ فاتحہ مین ذکر ہو چکا پس سورہ ممدوحہ کے لطائف میں سے یہ ایک نہایت عمدہ لطیفہ ہے کہ دعا کو معہ محرکات اوس کے بیان کیا ہے۔ فتدبر۔

پھر ایک دوسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ ہدایت کے قبول کرنے کے لئے پورے پورے اسباب ترغیب بیان فرمائے ہین کیونکہ ترغیب کامل جو معقول طور پر دیجائے ایک زبردست کشش ہے اور حصر عقلی کے رو سے ترغیب کامل اس ترغیب کا نام ہے جسمین تین جزین موجود ہون ایک یہ کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اوس کی ذاتی خوبی بیان کی جائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم یعنی ہم کو وہ راستہ بتلا جو اپنی ذات مین صفت استقامت اور راستی سے موصوف ہے جس مین ذرا کجی نہین سو اس آیت مین ذاتی خوبی اوس راستہ کی بیان فرما کر اوس کے حصول کے لئے ترغیب دی۔ دوسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو تو اوس شئے کے فوائد بیان کئے جائین سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا صراط الذین انعمت علیھم یعنی اوس راستہ پر ہمکو چلا جس پر چلنے سے پہلے سالکون پر انعام اور کرم ہو چکا ہے سو اس آیت مین راستہ چلنے والون کا کامیاب ہونا ذکر فرما کر اُس راستہ کا شوق دلایا۔ تیسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شئے کے چھوڑنے والون کی خرابی اور بدحالی بیان کیجائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین یعنی اون لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے صراط مستقیم کو چھوڑا اور دوسری راہین اختیار کین اور غضب الٰہی مین پڑے اور گمراہ ہوئے سو اس آیت مین اُس سیدہا راستہ چھوڑنے پر جو ضرر مترتب ہوتا ہے اُس سے آگاہ کیا غرض سورۃ فاتحہ مین ترغیب کی تینون جزون کو لطیف طور پر بیان کیا ذاتی خوبی بھی بیان کی فوائد بھی بیان کئے اور پھر اوس راہ کے چھوڑنے والے کی ناکامی اور بدحالی بھی بیان فرمائی تا ذاتی خوبی کو شکر طبائع سلیمہ اوس کی طرف میل کرین اور فوائد پر اطلاع پا کر جو لوگ فوائد کے خواہان ہین اون کے دلون مین شوق پیدا ہو اور ترک کرنے کی خرابیان معلوم کر کے اوس وبال سے ڈرین جو کہ ترک کرنے پر عاید حال ہو گا۔ (باقی آئندہ)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۵ ص)

نفس کو کبھی توکل اور صبر کے سامنے پیش کر دیتا ہے لیکن جب ظاہری بیماریاں اگر غلبہ کرتی ہیں تو یہہ سب کچھ بھول جاتا ہے اور تردد کرتا ہے لیکن جب روحانی بیماریوں کا ذکر ہو تو توکل کا نام لے دیتا ہے یہہ کیسی غلطی اور فرو گذاشت ہے ان دونوں نظاموں کو مختلف پیمانوں اور نظروں سے دیکھتا ہے۔ یعنی باطنی اور روحانی امور میں تو کہدیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ رحیم و کریم ہے اور ظاہری امور میں اسکا نام شدید البطش رکھتا ہے۔ یہہ نادانی اور غلطی ہے خدا تعالےٰ دونو امور میں اپنی صفات کی یکسان جلوہ نمائی کرتا ہے۔ پس جو لوگ امور دنیا میں تو سر تو ڑ کوششیں کرتے ہیں اور اسکو اپنی زندگی کا اصل مقصد اور منشاء اعظم سمجھتے ہیں اور دین کو بالکل چھوڑتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں خدا تعالےٰ کی عظمت اور اسکی **صفات** پر غور نہیں کرتے ہیں **اسلم** کے معنے تو یہہ تھے کہ فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور فرمانبردار ہی رہو۔ پھر وجہ کیا ہے کہ مامور کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ کہلاتا ہے یہہ وعدہ کر کے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ اس وعدہ کا کچھ بھی پاس نہو۔ ہمارے **امام** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کسقدر چھوٹے لفظ سے کام لیتے ہیں اور وہ کسقدر وسیع ہے۔ یہہ زمانہ **الفاظ** کا ہے چنانچہ بڑی بڑی لمبی تقریریں لوگ کرتے ہیں لیکن جب انکے معانی اور مطالب پر نظر کرو تو بہت ہی چھوٹے اور تھوڑے۔ لیکن برخلاف اسکے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی مختصر الفاظ اختیار کئے مگر انکا مفہوم اور منشاء بہت ہی وسیع اور محیط ہے۔

مثلاً الفاظ بیعت میں سے ایک یہہ جملہ بھی ہے جہانتک **میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہونگا**۔ بظاہر یہہ ایک موٹی اور چھوٹی سی بات ہے لیکن غور کرو اسکا مفہوم کسقدر وسیع ہے ایسا اقرار کرنے والے کو یہہ الفاظ کیسا محتاط بناتے ہیں کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں ہر حرکت و سکون میں اس امر کو مد نظر رکھے کہ کیا میرا یہہ قول و فعل یہہ حرکت و سکون اللہ تعالےٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہے اور گناہ کے کسی شعبہ میں تو داخل نہیں؟ جب انسان ان امور پر نظر کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کی اطاعت اور رضا جوئی اپنا مقصد بنا لیتا ہے تو خدا تعالےٰ خود اسکی مدد فرماتا ہے اور اسکی مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو **فرمانبرداری بڑی دولت ہے**۔ یہی دولت ابراہیمؑ کو ملی جسنے اسکو اسقدر معظم و مکرم بنا دیا۔

خدا تعالےٰ کے ہر قسم کے فیض اور فیضان اسی فرمانبرداری پر نازل ہوتے ہیں مگر تھوڑے ہیں جو اس راز کو سمجھتے ہیں۔ اسوقت خدا تعالےٰ پھر ایک قوم کو معزز بنانا چاہتا ہے اور اسپر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے لیکن اسکے لئے بھی وہی شرط اور امتحان ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا وہ کیا؟

سچی اطاعت اور پوری فرمانبرداری

اسکو اپنا شعار بناؤ اور خدا تعالےٰ کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کر لو۔ دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کر کے دکھاؤ۔ پھر خدا تعالےٰ کی نصرتیں تمہارے ساتھ ہونگی اسکے فضلوں کے وارث تم ہو گے۔

یاد رکھو خدا تعالےٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالےٰ سے کچھ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفا نہیں کرتا ایسا شخص منافق مرتا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم الی یوم یلقونہ بما اخلفوا اللّٰہ ما وعدوہ

اس سے ہمیشہ بچتے رہو۔ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالےٰ ہی کو اپنا ملجاء و ماوا تصور کرتا ہے اور فی الحقیقت وہی حقیقی پناہ ہے اسوقت وہ اس سے وعدے کرتا ہے پس تم پر بھی مشکلات آئینگی اور آتی ہیں تم بہت وعدے خدا تعالےٰ سے نکرو۔ اور کرو تو ایفاء کرو ایسا نہو کہ ایفاء نکرنے کا وبال تم پر آئے اور خاتمہ نفاق پر ہو۔ (خدا ہم کو محفوظ رکھے آمین)

اور ہم کو بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ ہم سب ایک عظیم الشان وعدہ کر چکے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھینگے اور جہانتک طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتے رہینگے اس وعدہ کو ایفاء کرنے کی پوری کوشش کرو۔ اور پھر خدا تعالےٰ ہی سے توفیق اور مدد چاہو کیونکہ وہ مانگنے والوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ انکی دعائیں سنتا ہی اور قبول کرتا ہے۔

پھر ایک اور عیب بتایا ہے عیب ہی انسان کو محروم کر دیتا ہے اور منافق میں ہوتا ہے وہ **جھوٹ بولنا** ہے۔ عام جھوٹ بولنا تو وہ ہی ہے جو ایک حدیث میں آیا ہے۔ **کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع**

یعنی یہہ بھی جھوٹ ہی ہے کہ انسان جو کچھ سنے بلا سوچے سمجھے اسے بیان کر دے + آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد میں بڑی بڑی برائیوں سے روکنے کا نسخہ بنایا گیا ہے۔ خود داری سکھائی ہے اور سخن سازی سے بچایا ہے + یہ عام قاعدہ ہو رہا ہے کہ دو تین آدمی جب مل کر بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آؤ ذرا مجلس گرم کریں وہ مجلس گرم کرنا کیا ہوتا ہے کسی کی تحقیر شروع کر دی۔ کسی کے لباس پر کسی کی زبان پر کسی کے قد و قامت پر کسی کے علم و عقل پر غرض مختلف پہلوؤں پر نکتہ چینی اور ہنسی اڑانا شروع کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے یہہ ناپاک اور بیہودہ سلسلہ کلام مذمت غیبت۔ اور دروغ گوئی تک جا پہونچا۔ پس تمہیں مناسب ہے کہ ایسی مجلسوں کو ترک کر دو۔ جہاں سے تم بغیر لعنت کے اور کچھ لیکر نہ اٹھو خدا تعالےٰ نے اس لئے فرمایا ہے

کونوا مع الصّادقین

صادقوں کے ساتھ رہو۔ کیونکہ وہاں تو بجز صدق اور کوئی بات ہی نہ ہوگی اسلئے ایسی تمام مجلسوں سے الگ ہو جاؤ جہاں اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کا ذکر نہیں ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ سوء ظن بہت بری چیز ہے اس سے بہت بری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ غیبت اور دروغ گوئی یہہ اسی سوء ظن سے پیدا ہوتی ہیں اسواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث

سوء ظن سے انسان بہت جھوٹا ہو جاتا ہے اور ظنوں بجائے خود بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس جھوٹ اور بدظنی سے بڑی ٹھوکریں لگتی ہیں اور انسان ہلاک ہو جاتا ہے + اس سے بچو! پھر بچو!! اور پھر بچو!!! اس معاملہ میں عورتوں اور مردوں میں ایک تفاوت ہے اور انکے مراتب مختلف ہیں۔ عام طور پر عورتیں ناقصات العقل والدین کہلاتی ہیں۔ ایک عظیم الشان عورت کے متعلق خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے میں کھول کر بتا دوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بعض نے سوء ظنی کی۔ اسپر اللہ تعالےٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی تطہیر فرمائی اور ان بدظنی کرنے والوں کے لئے حکم آیا۔

لولا اذ سمعتموہ

یعنی جب عائشہ صدیقہ کی نسبت کوئی بات تم نے سنی تھی تو کیوں تم نے سنتے ہی نہ کہا کہ یہ بات تو منہ سے نکالنی ہی کے قابل نہیں بلکہ تم یہہ کہتے **سبحانک** پاک ذات تو اللہ تعالےٰ ہی کی ہے مگر

ھذا بہتان عظیم

یہہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **یعظکم**۔ اللہ تعالےٰ تمہیں وعظ کرتا ہے کہ ایسا پھر نہ کرنا۔ یہہ ابد کے لئے حکم ہے کہ جب کسی کی نسبت کوئی ایسی بات نہو تو کہدو کہ **بہتان** ہے سو ظنی کرنی شروع نکر دو۔ پھر یہہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ اس قسم کی بلاؤں میں گرفتار ہوتے ہیں۔ یعنی دوسرے کو متہم کرتے ہیں وہ ہرگز نہیں مرتے جب تک خود اس اتہام کا شکار نہ ہو لیں۔ اسلئے یہ بڑے ہی خوف اور خطرے کا مقام ہے۔ افسوس ہے لوگ ان باتوں کو معمولی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بہت ہی ضروری امور ہیں + جہانتک تم سے ہو سکے بچی کرو۔ اور خدا تعالےٰ سے توفیق مانگو کہ وہ تمہیں سوء ظنی سے محفوظ رکھے پھر اسکے بد نتائج غیبت۔ دروغگوئی۔ دوسرے کی تحقیر۔ بہتان وغیرہ سے بچائے۔

غرض

خدا تعالےٰ کے ماموروں اور ان خصوصیات و برکات سے محروم رکھنے کے اسباب مختصر طور پر یہہ ہیں۔ (۱) بجز اللہ تعالےٰ کے ساتھ وعدہ اور پھر اسکی خلاف ورزی (۲) پھر جھوٹ۔ دیکھو تم جو احمدی کہلاتے ہو تمہاری ذمہ واری بہت بڑی ہوئی ہے تم نے وعدہ کیا ہے کہ **دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا**۔ تمہیں ہر وقت یہ وعدہ نصب العین رہنا چاہئے۔ کیسی وعدہ خلافی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ ہو اور پھر سنتے ہی سوء ظنی پیدا ہو۔ اس کی ذرا بھی پروا نہو کہ (۳) ان الظن اکذب الحدیث۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل دستگیری نہ کرے تو ایسے لوگ جو سوء ظنی کے مرض میں گرفتار ہیں وہ خود ان سوء ظنیوں کا نشانہ ہو کر مرتے ہیں۔

پس خدا سے ڈرو۔ اور اپنے اس عہد کا لحاظ کرو جو تم نے خدا کے مامور کے ہاتھ پر کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا انسان چاہتا ہے کہ دنیا میں معزز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزت اور سچی تکریم خدا تعالےٰ سے آتی ہے وہی ہے جسکی یہ شان ہے تعز من تشاء و تذل من تشاء اور پھر حقیقی عزت انبیاء و رسل اور انکے سچے اتباع کو دی جاتی ہے۔

قل العزۃ للّٰہ ولرسولہ وللمؤمنین جمیعا

ساری کی ساری عزتیں اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں اور سچے مومنوں کے لئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام **اسلام** کی وجہ سے دنیا میں معزز اور مکرم ہوئے۔ **اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین**۔ پھر وہ **ابراھیم الذی وفی** جسنے خدا تعالےٰ کے ساتھ صدق و وفا کا پورا نمونہ دکھایا۔ پھر وہ ابراہیم **الذی اتی بقلب سلیم**۔ پس اس سے نتیجہ نکال لو کہ اللہ تعالیٰ تم سے کیا چاہتا ہے سچی فرمانبرداری۔ صدق و وفاداری اور قلب سلیم ان باتوں کے ساتھ وہ راضی ہوتا ہے یہی باتیں ہیں جو **اسلام** تمکو سکھاتا ہے۔ انہیں کے احیاء کے لئے اسوقت خدا تعالےٰ نے تم میں اپنا مہدی اور مسیح نازل کیا ہے۔ ایسے دین میں ہو کر محرومی کی اسباب سے بچو ان اسباب کا علم قرآن مجید میں موجود ہے جو قرآن شریف پر تدبر کرنے سے آتا ہے اور اسکے ساتھ تقویٰ کی بھی شرط ہے میں سچ کہتا ہوں کہ یہ باتیں درس تدریس سے نہیں آتی ہیں یہہ علوم جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ درس تدریس سے آہی نہیں سکتے بلکہ وہ تقویٰ اور محض تقویٰ سے ملتے ہیں۔ **واتقوا اللّٰہ ویعلمکم اللّٰہ** اگر محض درس تدریس سے آسکتے تو پھر قرآن مجید میں **مثل الذین حملوا التوراۃ ... کمثل الحمار** کیوں ہوتا۔ (باقی آئندہ)

زلزلہ کی پیشگوئی اور پیسہ اخبار

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

پیسہ اخبار کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو عناد اور تعصب ہے وہ اسکی تحریرون سے ہمیشہ ثابت ہوتا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ علی العموم مین اسکی تحریرون پر بہت ہی کم نوٹس لیا کرتا ہون اور در اصل اب ضرورت بھی نہین رہی جبکہ اللہ تعالیٰ کے کھلے کھلے تائیدی نشان اسکے صادق ہونے کی تصدیق اور تائید مین ظاہر ہو رہے ہین اور آسمان اسکی نصرتون پر جھکا ہوا ہے اور زمین اسکی تائید کے لئے بول رہی ہے بااین

حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم بیدار نیست

زلزلہ کی پیشگوئی جس خوبی اور صفائی سے پوری ہوئی اور خدا تعالےٰ نے اس قہری تجلی سے جو رنگ دکھایا اس کے بعد امید کیجاتی تھی کہ بہت سے شوریدہ سر اپنی اصلاح کرلینگے لیکن مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ پیسہ اخبار بجائے اسکے کہ زیادہ اوجہاتا بڑی بیباکی کے ساتھ پہلے سے زیادہ شوخ ہوکر گلے کر رہا ہے چنانچہ ۲ مئی ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین اس نے ایک نوٹ لکھا ہے کہ "زلزلہ کی پیشگوئیان کرنا جرم قرار دینا چاہیے" مین نے اس نوٹ کو بالکل خالی الذہن ہوکر پڑھا ہے اور مین بڑی جرأت سے یہ کہنے کو طیار ہون کہ یہ نوٹ پیسہ اخبار کی علمی واقفیت پر ہی پانی پھیرنے والا نہین بلکہ اسکے مذہب اور اعتقاد کی بھی حقیقت کھولتا ہے۔

اگر گورنمنٹ کی قانون بنانے والی کونسل مین ایسے لوگون کی ضرورت ہوتی جو اصول قانون سازی اور قانون سے محض ناواقف اور کورے ہون تو غالباً پیسہ اخبار کے جہان گرد ایڈیٹر مسٹر محبوب عالم کو اس کونسل مین داخل کر لینے کے لئے انکا یہ مضمون ایک اچھی سفارش کا کام دیتا۔ مگر افسوس ہے کہ واضعان قانون کی کونسل مین ایسے آدمیون کی ضرورت نہین اگر پیسہ اخبار کے مسلمان کہلانے والے ایڈیٹر کی آنکھ سے دیکھا جاوے اور سابق انبیاء علیہم السلام کے زمانے مین پیسہ اخبار کا ایڈیٹر کسی معزز سرکاری عہدہ پر ہوتا تو مین یقین رکھتا ہون کہ مسٹر محبوب عالم کو یہ فخر سب سے پہلے حاصل ہوتا کہ وہ نبیون کی گرفتاری کا حکم صادر کرنے والا ہے۔

مین اس امر کو آگے چل کر بیان کرونگا کہ نبیون کے انذار اور تخویف مجرمانہ مین کیا فرق ہے سردست مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی فطرت اسپر کیا فتوے دے رہی ہے۔

اگر بنی نوع انسان کو خدائے حی و قیوم کی عبادت کی طرف متوجہ کرنا تخویف مجرمانہ ہے تو کیا اسکا ارتکاب ہر ہر نبی نے کیا ہے؟ لیکن تف ہے اس منہ پر جو کسی نبی کی نسبت ایسا خیال کرے کہ انہون نے تخویف مجرمانہ کی۔

اگر فسق و فجور سے باز رکھنے کا نام تخویف مجرمانہ ہے تو سب نبیون کی یہی تعلیم تھی کیا وہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے بیان کے موافق سب کے سب تخویف مجرمانہ کرنیوالے تھے؟ منشی محبوب عالم! دیکھ تو ایک راستباز کی عداوت اور دشمنی کیوجہ سے کسقدر حد سے بڑھ چلا ہے تیرے حملے خدا کے مسیح موعود سے متجاوز ہوکر تمام راستبازون اور برگزیدون پر ہونے لگے ہین تو اپنے زہریلے تیر معصوم نبیون پر چلانے لگا ہے اسلئے

آسمان را رسد گر سنگ بارد بر زمین

بالکل سچ ہے۔ کیا تو نے نہین پڑھا کہ انی انا النذیر العریان کہنے والا کون تھا؟ بتا اور ذرا کھول کر بتا کہ کیا تیرے نزدیک وہ بھی تخویف مجرمانہ کرنیوالا تھا؟ اے نادان ذرا سوچ کر جواب دے! تو نبیون کی ہتک کرتا اور خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کو پس پشت ڈالتا ہے کیا تو نے نہین پڑھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو کیا کہا

انی لکم منہ نذیر مبین

اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا لتنذر ام القریٰ ومن حولھا کیا یہ انذار تیری رائے مین تخویف مجرمانہ تھی؟ اے حق کے دشمن! نبیون اور راستبازون کی تعلیم اور ان کے مقاصد واغراض سے ناواقف انسان! اپنے گریبان مین منہ ڈال اور اس اپنے اعتراض کو پڑھ اور پھر پڑھ اور پھر پڑھ اور پھر خدا کے راستبازون کی سیرت پر نظر کر شاید تجھے کچھ سبق حاصل ہو۔

اگر نوح، موسیٰ، ہود، لوط، صالح، یونس، مسیح علیہم السلام اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے نذیر کہلاکر بھی تخویف مجرمانہ کے مرتکب نہین اور ہرگز نہین تو مین دعوی سے کہتا ہون کہ مرزا غلام احمد خدا کا مسیح اور مہدی بھی نذیر کہلاکر تخویف مجرمانہ کا مرتکب نہین ہے اور یقیناً نہین ہے۔

مین حیران ہوتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے ایسا بیہودہ اعتراض کیون کیا؟ اس اعتراض سے پہلے اگر وہ تخویف مجرمانہ کی تعریف ہی پڑھ لیتا تو اچھا ہوتا۔ پیسہ اخبار اگر قانون کی اصول سے ناواقف تھا اور مین سمجھتا ہون کہ ہے تو کیا اسے اپنی ۱۱ اپریل کی تحریر بھی یاد نہین رہی۔ کہ حضرت مسیح موعود کا ان اشتہارون کے ذریعہ لوگون کو آگاہ کرنیکا منشاء کیا ہے؟ سن! مین خود ہی تجھے بتا دیتا ہون کیونکہ مرا یاد و ترا فراموش۔

"البتہ اتنی بات مین مجھے بھی مرزا صاحب سے اتفاق ہے کہ گنہگار بندے توبہ و استغفار کرکے نیکی اور خدا پرستی کیطرف مشغول ہون۔" (روزانہ پیسہ اخبار ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء)

اب انصاف کرو اور اپنے لکھے پر خون کے آنسو بہا کیا حضرت اقدس کی غرض اور منشاء صاف طور پر ان الفاظ سے ظاہر نہین ہوتا؟ حضرت اقدس ان اعلانون کے ذریعہ کیا چاہتے ہین؟ یہی کہ مخلوق توبہ و استغفار کرے اور نیکی اور خدا پرستی مین مشغول ہو۔ اب اگر پیسہ اخبار کے دانشمند ایڈیٹر کے مشورہ پر عمل کیا جاوے تو اسکے یہ معنے ہین کہ لوگون کو ایسی دعوت کرنا تخویف مجرمانہ ہے؟ اگر زلزلہ کی پیشگوئی کے اعلان مخلوق کے لئے اور خود گورنمنٹ عالیہ کے لئے ایک ابر رحمت اور برکت ہین۔ اسلئے کہ ان اعلانون کے ذریعہ جسقدر لوگ بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ صلح کا سچا عہد باندھ لین گے اور فسق و فجور سے باز آجاوینگے اسیقدر انکی اخلاقی اور مجلسی حالت درست ہوجاوے گی اور اسیقدر جرائم کم ہوجائینگے۔ جو گورنمنٹ کیلئے بیش قیمت امداد ہے۔

پس کیا پیسہ اخبار حضرت اقدس کے برخلاف یہ نہین چاہتا ہے کہ لوگ غافل ہوکر اپنی شرارتون اور شوخیون مین لاانتہا ترقی کرین اور اسطرح وہ نوع انسان کیلئے خونخوار دشمن اور گورنمنٹ کے لئے ایک دکھ دینے والے فرزند ثابت ہون؟ کیونکہ جبکہ پیسہ اخبار ان اعلانون کی ہنسی اڑا رہا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی پیشگوئیون سے روکنے کا مشورہ دیتا ہے تو اسکے معنی اور کیا ہوسکتے ہین؟

یہ کہنا ہرگز درست نہین ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیون کو دیکھے اور ایسی پیشگوئیون کے کرنے کے بغیر ہی لوگون کی اصلاح ہوسکتی ہے؟ اگر ایسا ہوسکتا تو کیا پھر پیسہ اخبار کے نزدیک خدا تعالیٰ معاذ اللہ ظالم اور سفاک تھا جو اس نے انبیاء علیہم السلام کے عہد مین زمینون کے تختے الٹ دیئے اور موجودہ نسلین قریباً تباہ کردین نہین ہرگز نہین۔ اسکی انصاف اور عدل کا یہی اقتضا تھا۔

غرض

اگر کسی نبی کا محض خدا تعالیٰ کے لئے انذار کرنا اور اس غرض سے انذار کرنا کہ لوگ اپنے اعمال کی اصلاح کرین ان کے معاملات صاف ہون وہ بدمعاشیون اور بدکاریون سے باز رہ کر خدا تعالیٰ کے فرمان بردار بندے بنین یہ تخویف مجرمانہ ہے تو پھر مین نہین کہہ سکتا کہ امن اور صلحکاری کس چیز کا نام ہے۔

پھر پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ "ایسی پیشگوئیون سے غیر ضروری انتشار پھیلتا ہے" میری سمجھ مین نہین آتا کہ اس فقرہ کے معنی ہی کیا ہین کیا لوگون کو حفظ ما تقدم کے طور پر اپنے مال و جان کی حفاظت کیلئے (علاوہ اس پاک تبدیلی کے جو ان کے چال چلن کے اندر ہونی چاہیے) سعی کرنا غیر ضروری خوف ہے؟ یا یہ ملک اور ملکدار کیلئے نعمت! غالباً پیسہ اخبار یہ چاہتا ہوگا کہ لوگ غیر ضروری بے خوفی اور بیباکی مین پڑ کر گندگی اور اوباشی مین ترقی کرین خدا تعالیٰ سے رشتہ عبودیت قطع کرین اور اپنی بے باکیون کی پاداش مین غضب الٰہی کے بھڑکانے والے ٹھہر کر ہلاک ہون اور پھر پیسہ اخبار کو موقع ملجاوے کہ وہ گورنمنٹ پر اعتراض کرے کہ اس نے رعایا کی خبرداری نہین کی زخمیون اور مجروحون مین گورون کالون کا سوال اٹھایا ہے؟ جیسا کہ دھرم سالہ کے مجروحون کے متعلق اسنے لکھا ہے۔

اگر یہ غیر ضروری خوف اور انتشار ہے تو پیسہ اخبار کے نزدیک گورنمنٹ بھی بیہودہ کارروائی کررہی ہے جو طبقات الارض کے ماہرین کی کمیٹی مین اس سوال کا فیصلہ چاہتی ہے کہ آئندہ زلزلہ کا خطرہ تو نہین اور اس کام کیلئے ہزارہا روپیہ صرف کرنے کو آمادہ ہے اس کی متعلق خاص رپورٹ طیار ہوگی + اسلئے پیسہ اخبار کے خیال مین خزانہ ہند پر ایک بیہودہ بوجھ رکھ چھوڑا ہوگا جو حوادث ارضی و سماوی کا ایک محکمہ تجویز کیا۔

اے حق کے دشمن! تیری زبان سے کوئی بھی نہین بچتا نظر آتا۔ تو اہل ملک کو غافل کرنا چاہتا ہے اور گورنمنٹ کو غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر یاد رکھ تیری ایسی بیہودہ راؤن کی کچھ بھی وقعت نہین اور کوئی بھی اثر نہین۔

اب اس آرٹکل کو ختم کرنے سے پہلے مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ حضرت اقدس مسیح موعود

کیا ان اشتہاروں سے کیا منشاء ہے؟

اشتہار الوصیت میں یہ اپنا منشاء ظاہر کیا ہے۔ "دوستو! اٹھو اور بیدار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آ گیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کیلئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں ہے۔ مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اسکے کوئی امن نہیں۔ اب وقت ہے کہ اٹھ کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقوے کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والو پر اسکا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں۔ نہ مردوں کی لاشوں کو دیکھکر وہ خوف کرنیوالوں کے سر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے۔ سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کیطرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح افتان و خیزان اسکی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہونچاؤ اور اگر یہ بھی نہیں مردہ کیطرح اپنے اٹھائے جانیکا ذریعہ صدقہ خیرات کی راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف گزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ اور اپنے دلوں پر سے ناپاکیوں کے زنگ دور کرو بچاؤ کینیوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اسکے وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانا سا بنا دے۔ بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانہ بنجاؤ)

پھر الحکم۔ البدر۔ الندا۔ اور البلاغ میں مندرجہ ذیل تبلیغ کی ہے۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوئے اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو انکے درمیان ہے شناخت کرلیں۔ پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانیکا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور مرسلوں کو بدزبانی کر یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکھو! آج میں نے بتلا دیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا۔

خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی۔ پس اٹھو! اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے۔ جسکی پہلی کتابوں میں خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اسکی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔) (انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اسمیں اس کا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے۔ اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اسکو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے پس گو یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے مگر یہ تو ضرور چاہئے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین)

پس میں محض خیر خواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کیساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کرلی چاہئے۔ کم از کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور اور ٹھٹھے اور ہنسی سے دستکش ہو جانا چاہئے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے۔ اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یاد رہے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنیوالوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور عزت اور سکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا مگر دنیا میں خدا تعالیٰ جو رحیم و کریم ہے دوسروں کی نسبت اسپر رحم کریگا۔)

(بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اسکا علاج نہیں، کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے نہیں)

(پس اے عزیزو! تم جو خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہشیار ہو جاؤ اور اپنے توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھا دے بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جنکا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور انکی زبانیں مردار سے بدتر ہیں۔ وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ وہ دلوں کے اندھے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں ان پر رحم کرونگا جن کے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں)

کوئی سلیم الفطرت اور رشید انسان بتا دے کہ اس کا نام تخویف مجرمانہ ہو سکتا ہے یا یہ اعلیٰ درجہ کی رفاہ عام ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کا اڈیٹر ضرور اسکو تخویف مجرمانہ ہی کہے گا۔ تم آخر میں میں نہایت ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پیسہ اخبار کا یہ طریق فی الحقیقت گورنمنٹ کیلئے قابل نوٹس ہے جو اہل ملک کو ایک ایسی راہ پر ڈالنا چاہتا ہے جو امن اور صلحکاری کے خلاف ہے ایک شخص خدا تعالیٰ سے خبر پاکر کہتا ہے کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک آفت آنے والی ہے اسلئے اے اہل ملک تم اپنی اصلاح کرو۔ وفاداری اور صدق سے کام لو۔ باہم کسی قسم کی بدمعاملگی۔ خون۔ چوری وغیرہ جرائم سے باز آؤ۔ خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف کرو۔ اب ان ساری باتوں پر اگر کوئی قوم اور ملک عمل کرے تو وہ فرشتوں کی سرزمین ہو وہاں کی حکمران کیلئے شکر گذاری کی زندگی بسر کرنے کا موقع ملے۔ امن اور صلحکاری سے وہ زمین بھر جاوے لیکن ایک شخص بالمقابل اٹھتا ہے وہ کہتا ہے اسکو رد کرو یہ لوگوں کو ڈراتا ہے یہ جرم ہے صاف سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون ملک اور قوم کا خیر خواہ ہے۔ رہی یہ بات کہ ان پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے۔ صبر کرو تجربہ خود بتا دیگا۔ میں صرف اسیقدر کہتا ہوں کہ یہی تعلیم اس روحانی معلم نے ۱۹۰۲ء میں جبکہ ابھی پنجاب میں طاعون شروع ہی ہوئی تھی دی تھی اور کہا تھا کہ یہ آگ تمام ملک میں لگ جانیکو ہے مجھے دکھایا گیا ہے کہ فرشتے اس کے پودے لگا رہے ہیں اسلئے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کریں اپنے اعمال میں پاک تبدیلی کریں مگر نوع انسان کے دشمن پیسہ اخبار نے سب سے پہلے اس اشتہار پر ہنسی اڑائی اور ٹھٹھے مارے۔ لوگوں کو توبہ اور رجوع الی اللہ سے اسطرح پھیرو کا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج پنجاب طاعون کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے اور گورنمنٹ اپنی رعایا کی تباہی پر سخت حیران ہے۔ اسیطرح اب ایک طرف سے نہایت نیک نیتی اور پاک اغراض کی بنا پر خبر دیگئی ہے کہ لوگ اصلاح کریں اور اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ طاعون کے اشتہار کیطرح اسپر بھی ہنسی اڑائی جاتی اور لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے جو بہت ہی بری فال ہے لیکن اے دانشمندو! اگر ملک اور قوم کی کچھ بھی ہمدردی تمہارے دل میں ہے تو اسوقت کو غنیمت سمجھو اور اس خبر دینے والے کی باتو پر شکر گزاری سے عمل کرو وہ تم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ تم دنیا میں امن اور صلحکاری پھیلانے والے ہو جاؤ۔ اور ہر قسم کی بدیوں سے پاک ہو جاؤ۔ اگر یہ تعلیم بری ہے تو بیشک چھوڑ دو لیکن اگر مفید ہے اور ضرور مفید ہے تو اپنے وطن کے دشمنوں کی باتیں مت سنو۔ وہ تمہیں غفلت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

مراد ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

الہامی دعا | رب کل شئی خادمک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عجیب تاثیر الہامی دعا ہے اسکو میرے عزیز بھائی منشی محمد نصیب کلرک رفاہ عام پریس لاہور نے نہایت عمدہ کاغذ پر منقش کرکے چھاپا ہے۔ انکی غرض یہ ہے کہ تا فضول اور لغو تصاویر کی بجائے یہ دعا گھروں میں اویزاں کیجاوے اور اسطرح ہر وقت جب اس دعا پر نظر پڑیگی تو اسے پڑھا جاتی ہے کہ اسپر ایک لذت پیدا ہو کر دعاؤں کیلئے جوش پیدا ہوگا۔

اس دعا کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسم اعظم ہونیکا گمان کیا ہے۔ ایک پرچہ کی قیمت ادہ آنہ رکھی ہے لیکن مجھ سے منشی محمد نصیب نے زبانی کہا تھا کہ میں سو عدد سے زیادہ خریدنے والے کو ایک پیسہ فی پرچہ کے حساب سے دیدونگا اور ایکسو خریدنے والے کو عہ فی سیکڑہ دونگا۔

سید عبد الحی صاحب عرب نے بھی دو مجب نقشے چھپوائے ہیں جن میں سے ایک میں حضرت اقدس کی دعائیں جو عربی کی

وطن کیلئے تو خاموشی ہی بہتر تھی

اخبار وطن کے لائق ایڈیٹر کو آجتک یہ عزت نہ ہوئی تھی کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف قلم اٹھائے۔ اور جہانتک مجھے ایڈیٹر صاحب سے ذاتی تعارف اور واقفیت ہے میں جانتا ہوں کہ وہ اس مذاق کو ہمیشہ ناپسند کیا کرتے تھے۔ وطن میں ایسی بحثوں کے اندراج سے انہوں نے احتراز کیا ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب وہ کیا امور پیش آئے ہیں جو انہوں نے ۵ مئی سنہ ۱۹۰۵ء کے وطن میں دو نوٹ لکھے ہیں جو انکی قابلیت پر سخت بدنما داغ ہیں۔ میرا خیال ہے اور خدا کرے یہ سچ ہو کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب کی غیر حاضری میں کسی نائب نے جسکو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ عناد ہو پیسہ اخبار کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے بہر حال میں اپنے لائق دوست کو انکی غلطی پر متنبہ کرتا ہوں۔ امید ہے وہ فائدہ اٹھائیں گے۔

قول۔ عوام تو کجا لانعام مشہور ہی تھے جنکو ہم میں سے اجتہاد و امامت بلکہ پیغمبری تک کا دعوی ہے انکو بھی جامع المتفرقین بننے کی بجائے جمعیت کو اور زیادہ منتشر اور پراگندہ کرنے میں ہی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

اقول۔ مجھے وطن کے لائق ایڈیٹر کا یہ فقرہ پڑھ کر نہایت ہی تعجب ہوا ہے کہ وہ اتنا نہیں جانتے ہر مصلح اور مامور جب دنیا میں اصلاح کیلئے آیا ہے تو اس کے مخالفوں نے سب سے پہلا خطاب اس کے لئے یہی تجویز کیا ہے کہ وہ لوگوں میں پھوٹ ڈالتا ہے۔ مولویصاحب کو شاید معلوم ہوگا کہ ابوجہل نے جب بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دعا کی تو منجملہ اور باتوں کے ایک کا مفہوم یہ بھی تھا کہ اس نے **قطع رحم** کیا ہے اور پھوٹ ڈالدی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ آگ لگانے آیا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کے مامور اور مرسل دنیا میں ایک اخوت اور وحدت پیدا کیا کرتے ہیں وہی وحدت قوم میں قومیت پیدا کرتی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اول اول لوگوں کو اختلاف نظر آوے۔ کیونکہ خدا کا مامور **ڈسٹرکشن** اور کانسٹرکشن کے اصولوں پر کام کرتا ہے۔ انکے خیالی جتھوں کو جو علی الاثم ہوتا ہے توڑتا ہے اور سعادتمندوں کو انسے الگ کر کے نیکی اور سعادت اور تقوی کی کاموں پر متفق کرتا ہے۔ اسکی نظیر موجود ہے **مسیح موعود** جسکو آپ قوم کو پراگندہ کرنیوالا ٹھہراتے ہیں انہوں نے ایک ایسی قوم طیار کر دی ہے جو ایک ہی سطح پر قطع نظر عوالی و ادانی کے کھڑی ہوگئی ہے اور کسی قسم کا کوئی فرق ملیت میں باقی نہیں رکھتا۔ یہ ہے حقیقی اتحاد اور اتفاق جو پیدا ہی نہیں ہو سکتا جبتک قوم کسی مامور کے ماتحت نہ آوے۔ ورنہ دوسری جگہ جہاں۔ عالم۔ جاہل امیر و فقیر۔ پیشہ و کسب خون ہڈی وغیرہ کے جھگڑے برپا ہیں کبھی اتفاق ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ پس پھر یہ کہنا کہ وہ جمعیت کے پراگندہ کرنے میں خوش ہوتے ہیں سخت غلطی ہے حقیقی جمعیت اور شیرازہ بندی قوم کی تو وہی کرتے ہیں کیا مولوی انشاء اللہ صاحب یا کسی دوسرے کی مقدرت میں ہے کہ وہ شیعہ سنی مقلد۔ غیر مقلد۔ بدعتی خوارج وغیرہ کے جھگڑوں کو مٹا کر ایک ہی امام کے پیچھے نماز میں کھڑا کر دے؟ ہرگز نہیں لیکن اسے اس معجزہ کو دیکھنا ہو تو قادیان آئے اور دیکھے کہ ایک ہی امام کے پیچھے کن لوگوں کو کھڑا کیا گیا ہے وہ پہلے کیا کیا تھے انہیں مذہبی اختلافات کی وجہ سے کیا کیا امور میں اتحاد و اتفاق کی نہیں لیکن اب وہ کیا ہو گئے ہیں!

قول۔ نماز میں اسوقت کسی مجتہد نے تفریق نہ قائم کی تھی۔ آئمہ سلف کا بالاتفاق یہ فیصلہ تھا کہ کلمہ گو خواہ فاسق ہی ہو اگر پیش امام ہو گیا تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لینے میں ہرج نہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس ایک باقی ماندہ ذریعہ یگانگت کو بھی پیغمبری جلال میں آکر توڑ دیا ہے آپکا حکم ہے کہ کوئی مرزائی کسی غیر مرزائی کے پیچھے نماز نہ پڑھے اسکی نماز ادا نہ ہوگی۔

اقول۔ یہ دوسرا اعتراض بھی مولویصاحب کی واقفیت پر ایک بدنما داغ ہے۔ تاہم میں اسپر زیادہ بحث کی حاجت نہیں سمجھتا۔ مولویصاحب کے نزدیک اگر ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز درست ہی تو وہ ان مجتہدوں اور شمس العلماء فضلا سے دریافت کریں جنہوں نے احمدیوں کو کافر قرار دیا اور انکے پیچھے نماز نادرست قرار دی۔ اور ایسے ایسے شدید فتوے دئیے جو آجتک کسی پر کبھی نہیں دئیے گئے حالانکہ ہم اسی قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہیں جسطرف نماز پڑھتے۔ کلمہ گو قرآن کریم کو اپنا امام مانتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول اور خاتم النبیین یقین کرتے آپکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور آپکے اسوہ حسنہ کے خلاف ایک قدم بھی اٹھانا ہلاکت سمجھتے ہیں ایسی حالت میں ان مجتہدوں اور علماء پر کیا آفت گری جو انہوں نے بقول آپکے یگانگت کو توڑ دیا ہے۔

اگرچہ میرا حق ہے کہ میں آپسے پوچھوں کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس مسئلہ پر کسقدر علماء عمل کرتے ہیں اور غیر مقلدوں اور مقلدوں کے آئے دن کے جھگڑے اور دوسرے فرقوں کی نزاعوں کا انجام کیا ہے لیکن میں اس بحث میں نہ پڑ کر صرف اسقدر التماس کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ کو اجتماعی اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں سے ہی صحیح ثابت کرا دیں جبکہ نماز ہوئی جاتی ہے تو اسمیں انکا کیا حرج ہے کہ وہ ہمارے پیچھے پڑھ لیں اس پہلے نوٹ میں تو یہ دو امر آپ نے پیش کئے ہیں میں مولوی انشاء اللہ خانصاحب پر حسن ظن رکھتا ہوں کہ انکی طبیعت میں ضد اور ہٹ نہیں اگر وہ غور کریں گے تو کیا عجب فایدہ اٹھالیں دوسرے نوٹ میں انہوں نے حضرت اقدس کے زلزلہ کے خوف کی وجہ سے باغ میں چلے جانے پر اعتراض کیا ہے اول تو یہ **استقلال نبوت کے خلاف** ہے دوم اگر خدائی عذاب وارد ہی ہونا ہے تو کیا باغ وکیلے میدان مکانات سے زیادہ محفوظ۔ مامن ثابت ہونگے؟ کیا زمین شق ہو کر مستحقین عذاب کو نہیں نگل سکتی۔

یہ اعتراض بھی منہاج نبوت کی ناواقفیت پر مبنی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا مولوی انشاء اللہ صاحب استقلال نبوت کسکو کہتے ہیں اگر استقلال نبوت سے انکی یہ مراد ہے کہ انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی قہری تجلیوں اور غضب الہی کے نمونوں کا مقابلہ کیا کرتے ہیں اور بے باکی سے انہیں دیکھتے ہیں تو اس سے بڑھکر انبیاء علیہم السلام کی سوء ادبی اور گستاخی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اسکے لئے میں مولوی انشاء اللہ صاحب کو نہایت نیک نیتی سے رائے دیتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور ایسی گستاخی کیلئے توبہ کریں اور کفارہ دیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک آندھی یا بادل کو دیکھکر کسقدر گھبرایا کرتے اور اندر باہر بیتابی سے نکلتے تھے کیا یہ **استقلال نبوت کے خلاف تھا؟**

یہانتک بھی لکھا ہے کہ جب سابقہ تباہ شدہ قوموں کی بستیوں سے گذرنے کا اتفاق ہوا تو صحابہ کو بھاگ کر نکل جانیکا حکم دیا گیا کیا ان بستیوں میں اسوقت بھی غضب الہی آیا ہوا تھا؟ اور یہ استقلال نبوت کے منافی تھا۔ یہ مقام جیسا کہ میں نے نشان نمبر ۳ کے آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے انبیاء علیہم السلام کی عبودیت اور معرفت کا مقام ہوتا ہے انکا **استقلال نبوت** اسوقت دیکھا جاتا ہے جب دنیا دار مخالفوں کی کوئی تکلیف اور مخالفت انکو انکے فرض تبلیغ سے روک نہیں سکتی۔ اور پھر کیا ایڈیٹر صاحب وطن بتا سکتے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے انکے ساتھ فتح و نصرت کے وعدے کئے تھے اور واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ بھی تھا پھر آپ ایک جمعیت دور زمین کیوں بہاگ رہے تھے؟ کیا یہ استقلال نبوت کے خلاف تھا یا خدا تعالیٰ پر معاذ اللہ آپ کو ایمان نہ تھا؟

آپکے نزدیک تو ہجرت بھی استقلال نبوت کے خلاف ہوگی معاذ اللہ۔ مولویصاحب آپکا فرض تھا کہ مسیح موعود پر اعتراض کرنے سے پہلے نبیوں کی پاک لائف پر غور کرتے اور سنت اللہ پر نظر کرتے۔ عذاب الہی اگر آپکے تجویز کردہ طریق کے موافق ہی آیا کرتا ہے تو پھر حضرت لوط کو بستی سے نکل جانیکی وحی کیوں ہوئی تھی کیا اس عذاب کے پتھر اور مامور ملائکہ لوط کو اس بستی میں شناخت نہ کر سکتے تھے۔ **طوفان** اگر مخالفوں ہی کے غرق کرنیکو تھا اور بیشک تھا تو پھر کشتی بنانیکی آپکے مذاق پر کیا ضرورت تھی؟ کیا آبی طوفان حضرت نوح اور آپکے مخلص اصحاب کو بچا نہ سکتا تھا؟ غرض میں کہانتک انکو بتاؤں۔ اب خدا ترس دل لیکر قرآن کریم پر نظر کریں اور پھر اپنے اس اعتراض کو وزن کر کے دیکھیں کہ وہ کیسا بیہودہ اور ایمان سوز اعتراض ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپکے اعتراضات کا کافی جواب پاچکا ہے اور عاقلے را اشارہ بس است

۶ مئی سنہ ۱۹۰۵ء

قبل ظہر

فرمایا کہ ہم تو زلزلہ کیوقت آئے تھے کہ باغ میں جا کر دعا کریں اب محض اسوجہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی ہے اسکے متعلق کچھ اور معلوم ہو جاوے کہ وہ قریب ہے یا دور اگر معلوم ہوا کہ دور ہے تو پھر ایکماہ کے بعد واپس چلے جاویں اگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ ایسے وقت آئیگا کہ کسیکو خبر بھی نہوگی بلکہ لوگ ہماری تکذیب کر چکے ہونگے کہ وہ پیشگوئی جھوٹی نکلی قرآن شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے فلما نسوا ما ذکروا به یہ عادت اللہ ہے کہ ایسے وقت عذاب آتا ہے جب لوگ اسے بالکل بھول جاتے ہیں۔ الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا چپ کرا دونگا۔ گویا ہر شخص کا دل یقین کریگا کہ ہم نے جھوٹ بولا ہے۔ لغتہ کا بھی منشاء ہے طبقات الارض والے اور جوتشی سب ملکر فیصلہ کر دیں کہ کوئی زلزلہ نہیں آئیگا۔ پھر خدا تعالیٰ کی حق کی پوری عظمت ظاہر ہوگی حقیقت میں اگر وہ بھی یہی رائے دیں کہ زلزلہ آئیگا تو ہماری بات مشتبہ ہو جاتی اور کمزور سمجھی جاتی۔ لیکن اب تو ان لوگوں نے اقرار کر لیا ہے کہ زلزلہ نہیں آئیگا۔

فرمایا۔ اگر اب خدا تعالیٰ چپ رہے تو پھر دہریہ پن سوا کوئی اور مذہب نہوگا اگر اسوقت اسکی چہرہ نمائی کیضرورت نہیں ہے تو پھر کب ہوگی۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں دعا کی تھی۔ کہ اے اللہ اگر تو نے آج اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری کبھی عبادت نہوگی یہی دعا آج ہمارے دل سے بھی نکلتی ہے۔ پس یقینا یاد رکھو کہ اب اگر خدا تعالیٰ دستگیری نکرے تو سب ہلاک ہو جاویں۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اگر نہ ہو تو قطعی یقین ہو جاتا ہے۔ بچے کو اگر دودہ نہ ملے تو وہ کب تک جیئے گا آخر سسک کر مرجائیگا اسیطرح اگر خدا تعالیٰ کیطرف سے انقطاع امداد ہو تو انسان چونکہ کمزور اور ضعیف ہے

جیسا کہ فرمایا۔ خلق الانسان ضعیفا۔ پس وہ بھی آخر روحانی طور پر جائیگا۔ اسکی طرف اشارہ کر کے براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی

تحقیقات مسئلہ عزاداری

مجھکو مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی وساطت سے ایک کارڈ مرسلہ از بمبئی ملا ہے جسنے اسکو ٹریکٹ کر ارادہ کیا ہے کہ مین اسپر کچھہ مختصر طور پر لکھون اس کارڈ کے بھیجنے والے اسماعیل عبد العلی صاحب ہین - وہ تحریر کرتے ہین کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کے غم مین روتے تھے وہ اس حدیث نبوی کے مطابق عمل کرتے تھے (من بکا وابکا وتبا کا علی الحسین وجبت لہ الجنۃ) اور محبان اہل بیت بہی اسی حدیث پر عمل کر کے روتے ہین اور یہ حدیث بہت مشہور و معروف ہے سند کی محتاج نہین اور کلام مجید مین - کہیعص - کی تفسیر ملاحظہ کرو - سیف حسینی معہ صولت حیدری مطبوعہ مطبع یوسفی منگوا کر مطالعہ کرو - اب مین اس سادہ لوح بھائی اور اسکے ہم خیال اشخاص کو متوجہ کر کے عرض کرتا ہون کہ یہ زمانہ علم اور تحقیقات کا زمانہ ہے - یہان کہرے اور کہوٹے کی پہچان رکہی گئی ہے ایسا کبہی نہین ہو سکتا کہ غلط سے صحیح اور نقلی سے اصلی کی شناخت اور تمیز نہ ہو سکے - یہہ محک اور پہچان کیا ہے - خود قرآن کریم ہے - کیونکہ احادیث کی نسبت خود رسول اللہ صلعم فرما چکے ہین کہ انکا محک قرآن کریم ہے - قال النبی قد کثرت علی الکذابون فما یروی لکم فعاد ضوہ بکتاب اللہ فما وافقہ فخذوہ واعملوہ وما خالفہ فاضربوہ الجدار ولا تعملوہ - (ص ۲۵۱ تفسیر لاہوری شیعہ) و اخباریکہ معارض و منافی برہان و محکم قرآن باشد او موضوع و مختلق متروک العمل وجوبا است ہر چند صحیح الاسناد باشد چہ متون انہا فاسد و از احاد اند و اخبار احاد غیر حجت قاطعہ من باب الظنون می باشند و تمسک و عمل بظن جایز نیست (ص ۱۵۶ تفسیر ابو القاسم شیعی)

اے عزیز عبد العلی سن اور ہمین غور کر - ایکطرف قرآن کریم کا صاف اور محکم حکم موجود ہے -

ولنبلونکم بشیئٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس الخ الذین اذا اصابتہم مصیبۃٌ الخ - (پ ۲ - س البقرۃ)

کہ مصیبت کے وقت صبر کرو پہر اے بہائی کیون اس امام العابدین پر تو شوخ چشمی سے یہہ حربہ چلاتا ہے کہ اسنے اپنے باپ کی مصیبت مین ۴۰ سال تک گریہ و بکا کیا اور ایک کچی اور بیہودہ روایت کے سہارے سے محکم قرآن سے انکار کرتا ہے - اب اگر علماء شیعہ مین کچھہ بہی انصاف ہے تو ذرہ غور کرین اور حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کرین اور دیکھین کہ یہہ حدیث یا اس جیسی اور احادیث کتاب اللہ کی محک پر کہری ثابت ہوتی ہین یا نہ -

قرآن کریم کو الحمد سے لیکر والناس تک پڑہو - اور ہمکو ایک آیت ایسی نکالکر بتلاؤ کہ کسی انسان کے مرنے پر رونا موجب ثواب اور دخول جنت ہے - اگرچہ وہ انسان نبی ہو یا نبی زادہ ہو -

مجہکو شیعہ کے اس گروہ کی حالت پر بڑا رحم آتا ہے جو اپنی خوش اعتقادی سے زندہ در گور ہین وہ کسی علمی اور تحقیقی بات کو اخذ کرنا پسند ہی نہیں کرتے - اللہ تعالیٰ انکو سمجھا دے اور اسی ذات کے سمجھانے سے انسان سمجھہ سکتا ہے - بہلا اے عزیز یہ تو بتلا کہ حدیث سند کے لحاظ سے کس پایہ کی ہے اگر اس حدیث کو بسند صحیح و موثق تمنے یا کسی شیعہ عالم نے آنحضرت صلعم تک پہونچا کر ثابت کر دیا تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ایکسو روپیہ نقد بطور انعام اسکی نذر کرونگا -

دیکھو تمہاری سادگی کس حد تک بڑہی ہوئی ہے - اگر تمکو کوئی کہے کہ (ک) سے مراد کشمیر اور (ی) سے مراد یارقند - اور (ع) سے مراد عربستان اور (ص) سے مراد (صورت) ہے تو تم کیا جواب دوگے -

اچہا ایک اور بات کہتے ہین بالفرض وہی معنے ہین جو تم کہتے ہو یا تمہارا بڑا فلاسفی میر باقر داماد کہتا ہے - مگر کیا نسبت ہے - ان حروف مقطعات کو اگلی عبارت سے ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا اذ نادی ربہ نداءً خفیا -

ہم کہتے ہین کہ (ک) سے مراد کرب اور (ہ) سے مراد ہلاکت وغیرہ جو تم کہتے ہو مراد ہین - مگر واقعہ متعلق اخبار حالات حضرت یحیی ہے نہ حضرت حسین کیونکہ سیاق و سباق اس قصہ پر منطبق ہوتا ہے - (تمہارے فلاسفر نے رجما بالغیب جو کچھہ جی مین آیا لکہدیا ہے) ہم تو تمام قرآن مین حضرت حسین علیہ السلام کا نام تک نہین دیکھتے اور تم شیعی تمام قرآن کو انکی شان مین نازل خیال کرتے ہو - دیکھو زید کا نام قرآن مین مذکور ہے -

آخر مین مین دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالے تم کو اور میرے تمام شیعہ بہائیون کو فہم قرآن اور سمجھہ عطا کرے - اللہم آمین -

خاکسار نذر علی محرر از تحصیل صوابی -

تحقیقات مسئلہ عزاداری

مبحث دیگر استدلال گریہ در مصائب حسین از کتاب اللہ

ملاء لاہوری کہ در تشیع معروف بہ مجتہد سند و ہند و پنجاب است از قرآن کریم عجب استدلالی بر گریہ حسین کردہ است -

دلیل اول مولوی صاحب بلفظہ) -

قولہ تعالے - واتل علیہم نبا ابنی آدم الخ

(بعضے از مفسرین فریقین نوشتہ اند کہ جناب حضرت آدم بر شہادت ہابیل تا آنمدت گریست کہ او تعالے بآنحضرت حضرت شیث عطاء فرمود) چشم بد دور چہ استدلال عالمانہ فرمودہ اند - مطلب مولوی صاحب مکرم اینست کہ چون حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باز ما یان چرا از برائے حسین گریہ نکنیم - ازین آیۂ شریفہ گریہ کردن حضرت آدم بر فرزند خود ہابیل ہرگز ثابت نمی شود نہ لفظاً و نہ معنًا - نہ عبارتًا و نہ اشارۃً آراء بعضے مفسرین کہ از منطوق کتاب مجید و فرقان حمید بعد المشرقین داشتہ باشد اگرچہ فخر رازی باشد یا علامہ حلی یا وزیر ہلاکو بدر دما نمی خورد مقتداء و رہنماء ما قرآن کریم است و ما را عمل بکتاب اللہ باید کرد نہ بر آراء مفسرین - مفسرین ہم مثل ما انسان بودند اگر خطا کردند ما را نشاید کہ بخطاء شان عمل کنیم این بحث طول دارد و مطلب فوت می شود مختصر اینکہ دعوئے شما در نحن فیہ اینست - قال المولوی بلفظہٖ (قرآن ناطق است کہ انبیاء علیہم السلام در مصائب خود گریستند)

حیف است اے مولوی کہ باین بزرگی در اثبات دعوٰی مے نویسی کہ (بعضے از مفسرین فریقین نوشتہ اند) در عبارت دو سطر اینقدر تعارض کجا نطق قرآن و کجا نطق مفسرین شما را لازم بود کہ بگوئید مفسرین نوشتہ اند نہ اینکہ قرآن ناطق است باین الخ - یا اگر می نوشتید کہ در تواریخ نوشتہ است یا در صحیفہ آدم نوشتہ است یا در تورات نوشتہ است البتہ زیبائیش داشت تا آن تواریخ در حدیث رجوع مے کردیم و حقیقتش بشما عرض می کردیم - مگر مولانا صاحب شما دعوٰی کردید کہ قرآن ناطق باین سخن کہ انبیاء علیہم السلام الخ و در اثبات دعوے حوالہ بآراء مفسرین می دہید حالا حقیر تمام این واقعہ را از قرآن کریم ہدیہ ناظرین می کند - تا دروغ بے فروغ مولوی صاحب بر اطفال مکتب و عوام و جہلاء ہمہ اظہر من الشمس گردد - وہو ہذا -

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ م اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ہ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ج اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ہ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ج وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ہ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ہ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ط قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ج فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ہ

(پ ۶ - س المائدہ ر ۹)

ما این تمام آیات قرآنی را نوشتیم تا ہر صاحب بصیرت در آیات مذکور تدبر نماید کہ کدام جا نوشتہ است کہ حضرت آدم علیہ السلام از برائے پسر خود گریہ کرد در اینقدر قصۂ طولانی یک جاء در ابتداء قصہ نام حضرت آدم مذکور است باقی در تمام قصہ نام آن حضرت ہم مذکور نیست - اگر حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باید کہ بود از واقعہ قتل پسرش مذکور می بود - از طرف خود این الفاظ را کہ قرآن نگفتہ در تفسیرش داخل کردن تحریف معنوی است آخر اے صاحب دانش درین قصہ گریہ کردن مفہوم کدام الفاظ قرآن است - پس این ادعاء کردن کہ قرآن ناطق است کہ انبیاء علیہم السلام در مصائب خود گریستند - خیلے شوخ چشمی و سوء ادب است با کتاب اللہ - بالفرض اگر حضرت آدم در مصیبت پسرش گریستہ باشد - از برائے ما کے حجت می شود - شاید کہ در شرع خود ماذون بگریستن باشد - و در شرع محمدی امر بصبر فرمودہ اند چنانچہ در تحریرات سابق دریافتی در تمام کتاب اللہ یک آیت قرآنی ہم ممد دعوٰی مولوی صاحب نیست و در اکثر جاہا امر فرمودہ اند کہ در مصائب وارده صبر کنید و تعریف صابرین در ہر جاء مذکور است و انشاء اللہ در مباحث دیگر ذکر خواہیم کرد -

خاکسار

نذر علی از صوابی